

مدبر اعلیٰ
مولانا محمد الیاس گھمن

فقیہ
مرکز گودھڑا
ماہنامہ

شمارہ 5

مئی 2013ء

جلد نمبر 2

علم کے بحرِ بیکراں

سیدنا عکرمہ رضی اللہ عنہ

● باہمی تنازعات کا سدِ باب

● محدثین؛ فقہ کے سائے میں

● ولی اللہ بننے کا نسخہ

● فتاویٰ تاتارخانیہ



عشر کے مسائل

یک
زمانہ
صحبتے
با اولیاء



مرکز اہل السنۃ والجماعۃ

87 جنوری تا دسمبر 2013ء



سرگودھا

فقیہ

ماہنامہ

شمارہ

جلد نمبر

مجلس ادارت

-○ مولانا محمد رضوان عزیز
-○ مفتی شبیر احمد خفی
-○ مولانا محمد کلیم اللہ

ایجنسی ہولڈرز زمرہ لگائیں اور ہدیہ دینے والے اپنا نام لکھیں!

بفیضانِ نظر تَبَخَّرُ الْعَرَبُ عَارِفُ الْإِسْلَامِ حَفِظَهُ اللهُ
وَالْعَجَمُ عَارِفُ الْإِسْلَامِ حَفِظَهُ اللهُ
حکیم شاہ محمد اختر حفظہ اللہ

مدیر اعلیٰ

مولانا محمد الیاس گھمن

بیرون ممالک

امریکہ، اسٹریلیا، جنوبی افریقہ اور یورپی ممالک
35 ڈالر سالانہ
سعودیہ، انڈیا، متحدہ عرب امارات اور عرب ممالک
25 ڈالر سالانہ
ایران، بنگلہ دیش 20 ڈالر سالانہ

قیمت فی شمارہ 20/- روپے
240/- روپے
علاوہ ڈاک خرچ سالانہ زر تعاون

برائے رابطہ

مرکز اہل السنۃ والجماعۃ

87 جنوبی لاؤڈز سڑک لاہور 0332-6311808

www.ahnafmedia.com

مرکز اہل السنۃ والجماعۃ

فہرست

3----- باہمی تنازعات کا سدباب

اداریہ

4----- امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ سیمینار

5----- عشر کے مسائل

مولانا محمد الیاس گھمن

12 ----- علم کے بحر بیکراں سیدنا عکرمہ رحمہ اللہ

مولانا محمد اکمل راجنپوری

17 ----- شیخ التفسیر مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ

مولانا محمد زکریا پشوری

21 ----- یک زمانہ صحبتے با اولیاء

مولانا محمد کلیم اللہ

40----- ولی اللہ بننے کا نسخہ

ترتیب: مفتی شبیر احمد حقانی

54----- محدثین؛ فقہ کے سائے میں

علامہ خالد محمود

58 ----- فتاویٰ تاتار خانیہ

مفتی محمد یوسف

باہمی تنازعات کا سد باب

اداریہ

معاشرہ روز بروز باہمی فسادات کے ایک نئے تناظر اور آپس کی لڑائیوں کی دلدل میں پھنستا چلا جا رہا ہے۔ آئے روز اخبارات جس چیز کی ”نوید“ سناتے ہیں، کلیجہ اسے پڑھ کر کانپ اٹھتا ہے۔ ایک دوسرے کو برداشت نہ کرنا اور چھوٹی چھوٹی باتوں پر انتقام کی آگ کا بھڑک اٹھنا وہ عفریت ہیں جن کی تسکین یا تو خنجر کرتا نظر آتا ہے یا پھر گولی۔ حال ہی ایک اخبار پر یہ خبر پڑھنے کو ملی: ”تنخواہ مانگنے پر زمیندار کا باپ بیٹے پر تشدد، والد دم توڑ گیا“ اور اس سے چند روز پہلے یہ خبر لرزہ جان ثابت ہوئی: ”گھریلو جھگڑا: مان نے دو کمسن بچوں کو قتل کر کے خود سوزی کر لی۔“

ہم ایک اسلامی معاشرہ کے فرد ہیں، اسلامی تعلیمات سے اپنے آپ کو بہرہ ور جانتے ہیں۔ کیا وجہ ہے کہ اسلام جس برداشت، معافی اور سلامتی کی تعلیم دیتا ہے ہم اس سے بے بہرہ ہوتے جا رہے ہیں؟ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ ہوں۔

(صحیح بخاری)

حقیقت میں وہ شخص مسلمان کہلانے کا مستحق ہی نہیں جس کے ہاتھ سے دوسرے کی جان و مال اور زبان سے عزت و آبرو محفوظ نہ ہو۔ بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بڑھ کر ان آفتوں کی نشاندہی فرما کر ان سے بچنے کی تاکید بھی فرمائی جو باہمی لڑائی جھگڑوں کا سبب بنتی ہیں۔ چنانچہ حدیث نبوی ہے: مومن طعنہ دینے والا نہیں ہوتا، لعنت کرنے والا نہیں ہوتا، فحش کلامی کرنے والا نہیں ہوتا اور بدکاری کرنے

والا نہیں ہوتا۔

(جامع ترمذی)

ضرورت اس بات کی ہے کہ ”المسلم اخو المسلم“ (مسلمان مسلمان کا بھائی ہے) کی اصل روح کو معاشرے میں اجاگر کیا جائے، تعلیمات اسلامیہ کو اپنی زندگیوں میں لایا جائے، برداشت کا مادہ پیدا کیا جائے، باہم محبت، بھائی چارہ، حسن سلوک، ملنساری، خندہ پیشانی جیسی صفات کو عام کیا جائے تو یقیناً معاشرے کے اس فساد پر کافی حد تک قابو پایا جاسکے گا اور ہمارا معاشرہ صحیح معنوں میں اسلامی معاشرہ کہلائے گا

امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ سیمینار

حسب سابق اس دفعہ 26 مئی 2013ء کو اسلام آباد میں چوتھا سالانہ ”امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمہ اللہ سیمینار“ منعقد ہو رہا ہے۔ سیمینار فقہائے کرام کی کاوشوں ان کی دین حق کی خدمت میں کی جانے والی جانفشانی، عرق ریزی کے تعارف اور ان امت مسلمہ کی محسن شخصیات بالخصوص امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ وغیرہ پر کئے جانے والے اعتراضات اور ان کے بارے میں پھیلائے جانے والے شبہات کا حقائق اور دلائل کی روشنی میں جائزہ لیا جاتا ہے۔ پابندی وقت کو ملحوظ خاطر رکھیں۔ اللہ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔ اس سلسلہ میں ہماری جماعت اتحاد اہل السنۃ والجماعت پنجاب کے نائب امیر مولانا شفیق الرحمان آف راولپنڈی مسؤل ہیں ان سے رابطہ کر کے اس سیمینار میں شرکت کریں۔

نوٹ: ”امام اعظم رحمۃ اللہ سیمینار“ میں داخلہ بذریعہ انٹری کارڈ ہو گا۔

برائے رابطہ: 0332-5279592

عشر کے مسائل

متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ
مسلمان پر جو عبادات مقرر کی گئی ہیں ان میں سے بعض بدنی عبادات کہلاتی
ہیں جیسے نماز، روزہ، بعض مالی عبادات کہلاتی ہیں جیسے زکوٰۃ، عشر وغیرہ اور بعض دونوں
کا مجموعہ ہیں جسے حج، جہاد وغیرہ۔

مالی عبادات میں زکوٰۃ کو ایک اہمیت حاصل ہے۔ جس طرح سونا، چاندی،
مال تجارت اور مویشی وغیرہ پر زکوٰۃ ہوتی ہے کہ ان کا چالیسواں حصہ نکالنا فرض ہے،
اسی طرح زمین کی بھی زکوٰۃ ہے جسے ”عشر“ کہا جاتا ہے۔ عشر کے مستقل احکام
شریعت میں بیان کیے گئے ہیں۔ بعض صورتوں میں پیداوار کا عشر یعنی دسواں حصہ
واجب ہوتا ہے اور بعض میں نصف عشر یعنی بیسواں حصہ۔ لیکن فقہاء کے عرف میں
دونوں کو ”عشر“ ہی کہتے ہیں۔

عشر کا وجوب:

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَنْفِقُوْا مِنْ
طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَّمِمَّا اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِنَ الْاَرْضِ.

(البقرہ: 267)

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنی کمائی میں سے پاکیزہ چیزیں خرچ کرو اور اس
(پیداوار) میں سے (بھی) جو ہم نے تمہارے لیے زمین سے پیدا کی ہے۔

اس کے تحت علامہ آلوسی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

يَغْنِي مِنَ الْحَبِّ وَالْتَمَرِ وَكُلِّ شَيْءٍ عَلَيْهِ زَكَاةٌ

(روح المعانی: ج 2 ص: 39)

ترجمہ: اللہ کے فرمان ﴿وَمَا أُخْرِجْنَا لَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ﴾ سے مراد یہ ہے کہ اناج، کھجور اور ہر وہ چیز ہے جس میں زمینی زکوٰۃ (یعنی عشر) واجب ہے (خدا کی راہ میں دو) حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

فِيمَا سَقَتِ السَّمَاءُ وَالْعُيُونُ أَوْ كَانَ عَثَرِيًّا الْعَشْرُ وَمَا سَقَى بِالتَّنْضِجِ نَصْفُ الْعَشْرِ

(صحیح البخاری: باب العشر فيما يسقي من ماء السماء، ج 1 ص: 201)

ترجمہ: جو کھیتی بارش کے پانی یا قدرتی چشمے کے پانی سے سیراب ہو یا خود بخود سیراب ہو (مثلاً نہر وغیرہ کے کنارے پر واقع ہو جس کی وجہ سے پانی دینے کی حاجت نہ ہو) تو اس میں سے عشر لیا جائے، اور جس کھیتی میں کنویں سے پانی لیا جائے تو اس میں سے نصف عشر لیا جائے۔

وجوب عشر کی شرائط:

پہلی شرط: مسلمان ہونا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عشر ایک عبادت ہے اور کافر عبادت کا اہل نہیں۔

دوسری شرط: زمین کا عشری ہونا۔ خرابی زمین پر عشر نہیں۔

تیسری شرط: زمین سے پیداوار کا ہونا۔ لہذا اگر کسی وجہ سے پیداوار نہیں ہوئی، مثلاً مالک نے کوتاہی برتی، یا اس نے کھیت کی خبر گیری نہیں کی، یا کسی آفت کے سبب فصل اُگی ہی نہیں تو بہر صورت عشر ساقط ہو جائے گا۔

چوتھی شرط: پیداوار ایسی چیز ہو جس کو اگانے کا رواج ہو، اور لوگ عادتاً اسے کاشت کر کے اس سے نفع بھی اٹھاتے ہوں۔ لہذا خود روگھاس یا بے کار قسم کے خود رو درخت اگر کسی زمین میں پیدا ہو جائیں تو ان میں عشر نہ ہو گا۔ اگر زمین میں بانس یا گھاس وغیرہ آمدن کی غرض سے لگایا گیا ہو تو اس میں عشر ہو گا، اگر خود بخود کوئی درخت اگا ہے تو اس میں نہیں ہو گا۔

(بدائع الصنائع: ج 2، کتاب الزکوٰۃ)

فائدہ:

عشر اور عام احکام شریعت میں ایک فرق یہ بھی ہے کہ دیگر احکام شریعت میں عاقل اور بالغ ہونا بھی شرط ہوتا ہے لیکن زمین پر عشر کے وجوب میں یہ دونوں چیزیں شرط نہیں، لہذا زمین کا مالک اگر بچہ یا مجنون ہو تو بھی اس زمین کی پیداوار میں عشر واجب ہو گا اور ان دونوں کے اولیاء پر اس کا ادا کرنا فرض ہو گا۔ بخلاف زکوٰۃ کے کہ زکوٰۃ بچہ اور مجنون کے مال میں واجب نہیں ہوتی۔

عمومی مسائل:

1: عشر کے لیے ضابطہ یہ ہے کہ جتنی پیداوار حاصل ہو چاہے کم ہو یا زیادہ، اس کا عشر ادا کیا جائے۔

(بدائع الصنائع: ج 2، کتاب الزکوٰۃ)

2: عشر جس طرح کھیتی میں واجب ہوتا ہے اسی طرح پھل اور ترکاریوں میں بھی واجب ہے۔

3: اگر کسی درخت سے سال میں ایک مرتبہ سے زائد مرتبہ پھل حاصل ہوتا ہو تو جتنی مرتبہ پھل حاصل ہو گا تو ہر مرتبہ اس پر عشر واجب ہو گا۔

4: اگر کوئی سبزی ایسی ہو جو ایک مرتبہ کاٹنے کے بعد دوبارہ اگ آتی ہو تو جتنی مرتبہ اسے کاٹیں گے ہر مرتبہ اس کا عشر واجب ہو گا۔

5: اگر فصل، پھل یا سبزی تھوڑی تھوڑی کر کے کاٹی جائے یا توڑی جائے تو اس صورت میں جتنی مقدار کاٹے یا توڑے جائیں اسی کا عشر ادا کرتے جائیں۔

6: جن چیزوں کی پیداوار مقصود ہو تو ان میں عشر واجب ہوتا ہے جیسے کپاس، گندم، چاول، چنا، مکئی، سبزی ترکاری، پھل وغیرہ اور جن چیزوں کی پیداوار مقصود نہ ہو بلکہ پیداوار کے ساتھ ضمنی طور پر حاصل ہوتی ہوں جیسے گندم کا بھوسہ، مکئی کا بھوسہ، چاول کا بھوسہ یا خود بخود اگ آتی ہوں جیسے گھاس وغیرہ تو اصولاً ان میں عشر واجب نہیں لیکن اگر اس قسم کی چیزوں کی پیداوار مقصود ہو خواہ بیچنے کے لیے یا ذاتی استعمال یا جانوروں کے چارہ وغیرہ کے لیے تو ان میں بھی عشر واجب ہو گا۔

7: اگر کھیتی مثلاً گندم، مکئی، جو وغیرہ کو جانوروں کے چارے کے حصول کے لیے بویا جائے اور پختہ ہونے سے پہلے ہی کاٹ لی جائیں تو چونکہ ان چیزوں سے بھی پیداوار مقصود ہوتی ہے اس لیے ان میں بھی عشر واجب ہو گا۔

8: کسی بڑی فصل مثلاً گندم، گنا وغیرہ کے ساتھ کوئی دوسری فصل بھی ضمناً شامل کر دی جیسے لوبیا، چنے وغیرہ تو اس پر بھی عشر واجب ہے کیونکہ یہاں ان چیزوں کی پیداوار مقصود ہوتی ہے۔

9: زمین میں خود رو درخت پیدا ہو جائیں تو ان میں اور حاصل شدہ لکڑی میں عشر واجب نہ ہو گا۔ ہاں اگر ان کو لکڑی کے حصول کی غرض سے لگایا جائے تو ان پر بھی عشر واجب ہو گا۔

10: درخت سے نکلنے والی چیزوں مثلاً گوند وغیرہ پر عشر واجب نہیں۔ اسی طرح

مختلف سبزیوں اور پھلوں کے بیج جو صرف کھیتی کے لیے استعمال ہوتے ہیں یاد دہانی کے کام آتے ہیں (غذائی اجناس کے طور پر نہیں ہوتے) جیسے خربوزہ، تربوز وغیرہ کے بیج تو ان پر بھی عشر واجب ہے۔

11: عشری زمین سے اگر شہد نکالا جائے تو اس پر بھی عشر واجب ہے، شہد کے عشر میں ہر حال میں دسواں حصہ واجب ہے خواہ اس پر کتنے ہی اخراجات آئیں، یہ اخراجات اس سے نکالے نہیں جائیں گے۔

12: گھر کے صحن وغیرہ میں ترکاری یا درخت لگائے جائیں تو ان سے حاصل ہونے والی پیداوار پر عشر نہیں، وجہ یہ ہے کہ یہ چیزیں مکان کے تابع ہیں اور مکان پر عشر نہیں لہذا ان چیزوں پر بھی عشر نہیں۔

13: کسی نے اپنے رہائشی مکان کو مسمار کر کے اسے مستقل باغ سے تبدیل کر دیا تو چونکہ اب اس کی حیثیت باغ کی ہے اس لیے اس باغ میں آنے والے پھلوں پر عشر واجب ہوگا۔

14: عشری زمین اگر مزارعت پر دی جائے (عموماً زمین زمیندار کی اور محنت، بیج، ہل وغیرہ کاشتکار کے ذمے ہوتا ہے اور پیداوار میں دونوں کا حصہ ہوتا ہے) اس صورت میں زمیندار اور کاشتکار دونوں پر اپنے حصے کی پیداوار کا عشر واجب ہے (بدائع الصنائع: ج 2، کتاب الزکوٰۃ)

15: عشری زمین ٹھیکے پر دی جائے تو اس صورت میں بہت سارے اہل علم حضرات کا فتویٰ یہ ہے کہ پیداوار کا عشر کرائے دار پر ہے، زمین کے مالک پر نہیں۔
امداد الفتاویٰ: ج 2، فصل فی العشر والخراج وغیرہ

16: ریشم پر عشر واجب نہیں۔

مقدارِ واجب:

1: جس زمین میں سیراب کرنے والے پانی پر کچھ محنت یا خرچ نہیں کرنا پڑتا، مثلاً بارش کا پانی، قدرتی چشمہ یا نہری پانی جو مفت ملتا ہے، سے زمین سیراب ہوتی ہے تو اس میں بطور عشر پیداوار کا دسواں حصہ واجب ہے، اور اگر پانی پر محنت یا خرچ کرنا پڑتا ہے جیسے کنویں یا ٹیوب ویل کا پانی یا نہری پانی جس کی قیمت ادا کرنی پڑتی ہے تو اس صورت میں پیداوار کا بیسواں حصہ واجب ہے۔

2: اگر کوئی زمین دونوں قسم کے پانی سے سیراب ہو مثلاً کچھ بارش کے پانی سے اور کچھ ٹیوب ویل یا کنویں سے پانی سے تو اس میں اکثر کا اعتبار کیا جائے گا۔ چنانچہ اگر زیادہ سیرابی بارش کے پانی سے ہوئی ہے تو دسواں حصہ اور اگر زیادہ سیرابی ٹیوب ویل یا کنویں کے پانی سے ہوئی ہے تو بیسواں حصہ واجب ہو گا۔

3: اگر کسی زمین کی آب پاشی دونوں طریقوں مثلاً بارش کے پانی اور کنویں کے پانی سے برابر برابر ہو تو پیداوار کے نصف حصہ میں دسواں حصہ اور دوسرے نصف میں بیسواں حصہ واجب ہو گا۔

4: زمین کو کاشت کے قابل بنانے سے لے کر فصل پکے تک جتنے اخراجات ہوتے ہیں مثلاً ہل چلانا، زمین کو جڑی بوٹیوں سے خالی کرنا، بیج ڈالنا، پانی دینا، کھاد ڈالنا، اسپرے کرنا۔ ان اخراجات کو عشر کی ادائیگی سے نہیں نکالا گیا جائے گا۔ بلکہ اخراجات نکالے بغیر زمین کی کل پیداوار پر عشر واجب ہو گا۔

(بدائع الصنائع، ج 2 کتاب الزکوٰۃ)

5: فصل پکے کے بعد ہونے والے اخراجات کو بھی نہیں نکالا جائے گا۔ اس لیے کٹائی کی اجرت، تھریشر وغیرہ کا خرچہ بھی نکالے بغیر عشر ادا کیا جائے گا۔

6: اگر پیداوار کا مالک مقروض ہے تو بھی اس پر عشر واجب ہوگا، قرض کو پیداوار سے نہیں نکالا جائے گا۔

(بدائع الصنائع، کتاب الزکوٰۃ)

عشر کے مصارف:

عشر کے مصارف وہی ہیں جو زکوٰۃ کے ہیں، یعنی ایسا مسلمان جس پر نہ زکوٰۃ واجب ہو اور نہ ہی ضروریات خورد و نوش، لباس و رہائش سے زائد اتنی نقد رقم، ضرورت سے زائد کپڑے، فرنیچر وغیرہ ہو جس کی قیمت ساڑھے باون تو لے چاندی کے برابر ہو جائے تو ایسا شخص زکوٰۃ و عشر کا مستحق ہے۔ زکوٰۃ کی ادائیگی کی طرح عشر کی ادائیگی کیلئے بھی غریب کو مالک بنانا شرط ہے۔

(بدائع الصنائع، ج 2 فصل، والمابیان رکن هذا النوع)

عشر پیداوار کی جنس سے دینا ضروری نہیں بلکہ اس کی قیمت سے بھی ادا کیا جاسکتا ہے۔ (رد المحتار)

قرآن و سنت کی اشاعت اور تحفظ کا عالمی ادارہ

مرکز اہل السنة والجماعة 87 جنوبی سرگودھا

شعبہ جات:

درجہ حفظ و ناظرہ	تین روزہ درودہ تحقیق المسائل
دورہ اختصاص فی التحقیق والدعوة	شعبہ تصنیف و تالیف
شعبہ نشر و اشاعت	مرکز اصلاح النساء

مندرجہ بالا شعبہ جات میں زکوٰۃ، صدقات اور عشر کی مد میں تعاون فرمائیں

03467357394

رابطہ

علم کے بحر بیکراں..... سیدنا عکرمہ رحمہ اللہ

مولانا محمد اکمل راجنپوری حفظہ اللہ

نام عکرمہ کنیت ابو عبد اللہ نسلاً بربری اور سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے غلام ہونے کی وجہ سے ہاشمی کہلاتے تھے۔ آپ کا شمار تابعین کے اس طبقہ میں ہوتا ہے جو جبال علم اور مجمع البحرین مانے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو علوم عالیہ شریفہ میں حظ وافر عطا فرمایا، چنانچہ آپ کو علم تفسیر، علم حدیث، علم فقہ اور علم مغازی وغیرہ میں کمال حاصل تھا۔

ان علوم پر ید طولیٰ کیوں نہ ہوتا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو جس ہستی اور شخصیت کے دامن تربیت میں رکھا اس کو دنیا مفسر اعظم، محدث اجل اور جبر الامۃ [سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما] کے نام سے جانتی اور پہچانتی ہے آپ کی تعلیم و تربیت کا ان پر یہ اثر ہوا کہ علم کے بحر بیکراں بن گئے۔ ان کو دیکھ کر بڑے بڑے شرفاء و شہک کیا کرتے تھے۔ کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ پر علوم کے دروازے کھول دیے۔ جس کا تذکرہ آپ ان الفاظ میں کرتے ہیں کہ میں بازار سے گزرتے ہوئے کسی سے کوئی کلمہ سنتا ہوں تو اس سے میرے لیے علم کے پچاس دروازے کھل جاتے ہیں۔

تذکرۃ الحفاظ مترجم ج 1 ص 94، ابن خلکان ج 1 ص 319

حضرت عکرمہ رحمہ اللہ میں یہ علمی استعداد اور اس کا ذوق و شوق فطری تھا، چنانچہ چالیس سال تک تعلیم حاصل کرنے کے باوجود علم کی تشنگی ختم نہ ہوئی۔

تذکرۃ الحفاظ ج 1 ص 94

حضرت عکرمہ رحمہ اللہ نے جن اصحاب علم حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے علم کی بہاریں سمیٹی ان میں سے چند شیوخ کے اسماء گرامی:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ	سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما
سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ	سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما
سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ	سیدنا جابر رضی اللہ عنہ
سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما	سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ
سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا	سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ

جس شخصیت نے ایسے اصحاب علم سے فیض حاصل کیا ہو اس کا علمی پایہ کتنا بلند اور مضبوط ہو گا اس کا اندازہ آپ نیچے کی تحریر سے لگا سکتے ہیں۔

1: علم تفسیر

سیدنا حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما تفسیر کے اتنے بڑے عالم اور ماہر تھے کہ صحابہ کرام میں بہت کم ان کے مقابلے کے ہوں۔ چنانچہ حضرت عکرمہ رحمہ اللہ اتنے بڑے کتاب کے عالم کے زیر تعلیم رہے آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کو انتہائی توجہ اور کوشش سے کلام اللہ کی تفسیر پڑھائی۔

ابن سعد ج 5 ص 212

- چنانچہ حضرت قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں علم التابعین چار ہیں ان چاروں میں عکرمہ تفسیر کے سب سے بڑے عالم ہیں۔

تذکرۃ الحفاظ ج 1 ص 94

- حضرت امام شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں عکرمہ سے زیادہ کتاب اللہ کو جاننے والا باقی

نہیں جب تک حضرت عکرمہ رحمہ اللہ بصرہ میں رہتے تھے تو حضرت امام حسن بصری رحمہ اللہ تفسیر بیان نہیں کرتے تھے۔

تہذیب التہذیب ج 7 ص 266

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کا امتحان بھی لیتے تھے اور جواب پر بہت خوش ہوتے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ آپ نے یہ آیت: **وَإِذْ قَالَتْ أُمَةٌ مِنْهُمْ لِمَ تَعْطُونَ قَوْمًا اللَّهُ مُهْلِكُهُمْ أَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا قَالُوا مَعِدَّةٌ إِلَىٰ رَبِّكُمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ۔**

پڑھ کر فرمایا کہ اس آیت میں جن لوگوں کی طرف اشارہ ہے، معلوم نہیں کہ انہوں نے نجات پائی یا ہلاک ہو گئے۔ حضرت عکرمہ رحمہ اللہ نے وضاحت سے ثابت کیا کہ انہوں نے نجات پائی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ان کے اس جواب پر اتنا خوش ہوئے کہ ان کو حلہ (ایک قیمتی لباس) پہنایا۔

تہذیب لابن حجر ج 4 ص 549، ابن سعد ج 5 ص 212

2: علم حدیث

تفسیر میں اتنی مہارت اور کمال کے باوجود آپ رحمہ اللہ کا خاص اور محبوب فن حدیث تھا اس کے آپ بحر بیکراں تھے۔ علم حدیث کے حصول کے لیے آپ نے بہت سے اصحاب اور شاگردان پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیے۔ ان میں سے چند نامور علماء کے اسماء گرامی اوپر ذکر کیے گئے تھے لیکن ان میں سے زیادہ تر آپ نے جبر الامۃ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے فیض پایا چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ کی مرویات جن کی تعداد 1660 ہے۔

سیر اعلام النبلاء ج 4 ص 180

حضرت عکرمہ رحمہ اللہ علماء امت کی نظر میں:

سلاطین علم اور جماعت محدثین ان کی صداقت اور کمالات علمی کی معترف

تھی۔ چنانچہ

- حضرت شہر بن حوشب کہتے ہیں کہ ہر قوم کا ایک جبر ہوتا ہے اس امت کا جبر سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا غلام ہے۔

تہذیب ج 7 ص 265

- حضرت ابن جریج رحمہ اللہ حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کے علمی کمال کے اتنے معترف تھے کہ انہوں نے ایک مرتبہ یحییٰ بن ایوب مصری سے پوچھا کہ لوگوں نے عکرمہ سے کچھ لکھا ہے؟ انہوں نے کہا نہیں، تو ابن جریج نے فرمایا تم نے دو تہائی علم ضائع کر دیا

تہذیب التہذیب ج 7 ص 265

- سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے کسی نے پوچھا کہ آپ سے بڑا عالم بھی ہے؟ تو جواب دیا ہاں عکرمہ مجھ سے بڑا عالم ہے۔

تذکرۃ الحفاظ ج 1 ص 94، تہذیب التہذیب ج 7 ص 266

- ابو الشعثاء فرماتے ہیں کہ ابن عباس کے غلام عکرمہ سب سے بڑے عالم ہیں۔

تذکرۃ الحفاظ ج 1 ص 94

- امام ابن راہویہ فرماتے ہیں عکرمہ ہمارے نزدیک ساری دنیا کے امام ہیں۔

تہذیب التہذیب ج 7 ص 272

- امام ابن مدائنی فرماتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غلاموں سے عکرمہ سے زیادہ وسیع العلم دوسرا نہ تھا۔

سیر الصحابہ ج 3 ص 194

- حضرت جابر بن زید فرماتے ہیں کہ عکرمہ وہ شخص ہے جن کے سر چشمہ علم سے اہل علم نے ساری دنیا میں حدیث اور فقہ پھیلائی ہے۔

تہذیب التہذیب ج 7 ص 273

- علامہ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ بلاشبہ یہ امام علم کا سمندر ہے۔ علامہ ذہبی رحمہ اللہ ایک اور مقام پر جبر العالم کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔ حضرت عکرمہ وہ ہستی ہیں کہ جن کی علمی پرواز اور بلندی کے یہ جبال علم شیوخ بھی قائل ہیں۔

تذکرۃ الحفاظ ج 1 ص 95، سیر الصحابہ ج 3 ص 191

متلاشیانِ علوم کا ہجوم:

آپ رحمہ اللہ کی ذات مرجع خلافت تھی طالبان اور متلاشیان حدیث دور دراز سے ان کے پاس استفادہ کے لیے آتے تھے۔ اور آپ جہاں سے گزرتے تو شائقین کا جم غفیر جمع ہو جاتا تھا۔ چنانچہ امام ایوب رحمہ اللہ کا بیان ہے میں نے یہ ارادہ کیا کہ عکرمہ دنیا کے جس حصہ میں بھی ہوں گے ان سے جا کر ملوں گا۔ ایک دن بصرہ کے بازار میں مل گئے ان کے گرد لوگوں کا ہجوم ہو گیا۔ میں بھی قریب ہو گیا۔ لیکن ہجوم کی کثرت سے کچھ پوچھ نہ سکا۔ یہ دیکھ کر میں ان کی سواری کے پہلو میں کھڑا ہو گیا لوگ ان سے جو کچھ پوچھتے تھے اور وہ جو جوابات دیتے تھے میں ان کو یاد کرتا جاتا تھا۔

سیر الصحابہ ج 3 ص 192

ایک مرتبہ عکرمہ کے پاس لوگوں کا اتنا ہجوم ہو گیا کہ انہیں مجبور ہو کر

چھت پر جانا پڑا۔

ابن سعد ج 5 ص 213

شیخ التفسیر مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ

مولانا محمد زکریا پشاور

پیدائش:

آپ کی پیدائش شہر بھوپال میں 12 ربیع الثانی 1317ھ بمطابق 20 اگست 1899ء کو ہوئی آپ کا سلسلہ نسب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے اس طرح آپ صدیقی النسب ہیں آپ مثنوی مولانا روم کے ساتویں دفتر کے مولف مولانا مفتی الہی بخش کی اولاد میں ہیں۔ آپ کے والد ماجد کا نام مولانا حافظ محمد اسماعیل کاندھلوی ہے۔

تعلیم و تربیت:

خاندانی روایات کے مطابق مولانا نے قرآن کریم حفظ کیا۔ کاندھلہ میں قرآن کی تکمیل کے بعد آپ کے والد ماجد آپ کو تھانہ بھون لے گئے اور وہاں مولانا شاہ اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کے مدرسہ اشرفیہ میں آپ نے درس نظامی کی ابتدائی کتب پڑھیں۔ مولانا شاہ اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کے علاوہ مولوی عبد اللہ مولف تیسیر المنطق سے آپ نے کسب فیض کیا۔ مولانا شاہ اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کے مدرسہ میں چونکہ صرف ابتدائی تعلیم کا اہتمام تھا اس لیے اعلیٰ تعلیم کے لیے مولانا نے آپ کو سہارنپور کے مدرسہ عربیہ مظاہر العلوم میں داخل کیا مظاہر العلوم میں آپ نے مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمہ اللہ، مولانا حافظ عبد اللطیف رحمہ اللہ اور مولانا ثابت علی رحمہ اللہ جیسے جلیل القدر علماء سے استفادہ کیا اور 19 برس کی عمر میں سند فراغت

حاصل کی۔ مظاہر العلوم سے فراغت کے بعد ذوق پیدا ہوا کہ دارالعلوم دیوبند میں بھی جو عالم اسلام کی مقتدر ہستیوں کا مرکز تھا دورہ حدیث کیا جائے۔ چنانچہ مظاہر العلوم سے سند فراغ حاصل کر کے دوبارہ دورہ حدیث کیا اور مولانا علامہ سید انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ، علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ، میاں اصغر حسین دیوبندی رحمہ اللہ اور مفتی عزیز الرحمن عثمانی رحمہ اللہ جیسے جلیل القدر محدثین کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا۔

تدریسی زندگی:

1338ھ 1931ء سے آپ کی تدریسی زندگی کا آغاز ہوا۔ مفتی محمد کفایت اللہ رحمہ اللہ کے قائم کردہ مدرسہ امینیہ دہلی سے آپ نے تدریس شروع کی اور ایک سال بعد ہی ارباب دارالعلوم دیوبند نے آپ کو دیوبند تدریس کی دعوت دی۔ مولانا نے اس پیش کش کو قبول کیا اور دیوبند چلے گئے۔ دارالعلوم دیوبند میں تدریس کے سال اول ہی میں آپ نے فقہ کی اعلیٰ ترین کتاب الہدایہ، ادب کی اہم کتاب مقامات حریری جیسی مشکل کتب پڑھائیں۔ دارالعلوم دیوبند سے یہ تعلق تقریباً 9 سال رہا۔ اس دوران نماز فجر کے بعد نودہ میں درس دیتے جس میں دارالعلوم کے متوسط اور اعلیٰ درجات کے طلباء حتیٰ کہ بعض اساتذہ بھی شریک ہوتے اسی درس کی بناء پر آپ کو بیضاوی اور تفسیر ابن کثیر پڑھانے کی ذمہ داری بھی سونپی گئی۔ 1929ء میں دارالعلوم چھوڑ کر حیدر آباد دکن چلے گئے۔

حیدر آباد دکن میں قیام:

حیدر آباد دکن 9 برس پر مشتمل قیام آپ کی زندگی میں اس اعتبار سے تاریخی ہے کہ وہاں قیام کے دوران آپ نے عظیم الشان کتاب التعلیق الصحیح علی مشکوٰۃ المصابیح تالیف کی۔ حیدر آباد دکن میں قیام کے دوران دنیائے علم کے ایک عظیم کتب

خانہ آصفیہ میں موجود بعض نادر مخطوطات سے استفادہ کیا جن میں تورپشتی کی المفاتیح شرح مصابیح اہم ہے جس سے آپ نے تعلیق میں استفادہ کیا اور بعض مقامات پر سیرۃ المصطفیٰ میں بھی حوالہ جات موجود ہیں حافظ تورپشتی کی یہ کتاب مصابیح کی ایک بلند پایہ شرح ہے۔ جس کا مخطوط نسخہ دنیا میں صرف کتب خانہ آصفیہ میں موجود ہے۔

دارالعلوم دیوبند میں:

علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ اور مہتمم حضرت مولانا قاری محمد طیب مہتمم دارالعلوم دیوبند ہوئے تو ان حضرات نے آپ کو بحیثیت شیخ التفسیر دارالعلوم آنے کی دعوت دی جو آپ نے قبول کر لی اور حیدر آباد دکن کے ڈھائی سو روپیہ مشاہرہ پر ستر روپے ماہانہ کی دارالعلوم کی تدریس کو ترجیح دی اور 1939ء میں دوبارہ دارالعلوم آگئے دارالعلوم میں یہ قیام ہجرت پاکستان تک دس سال رہا اور وہاں آپ نے تفسیر بیضاوی، تفسیر ابن کثیر، سنن ابی داؤد اور طحاوی کی مشکل الآثار جیسی اہم کتب پڑھائیں۔

پاکستان ہجرت:

مارچ 1940ء میں لاہور میں قرارداد پاکستان منظور ہوئی اس کے بعد برصغیر میں مسلمانوں کے لیے علیحدہ مملکت کے حصول کے لیے بھرپور تحریک شروع ہو گئی۔ آپ دو قومی نظریہ کے زبردست حامی تھے۔ سیرۃ المصطفیٰ میں بھی جہاد کی بحث میں دو قومی نظریہ پر مدلل اور علمی گفتگو کی ہے۔ 1947ء میں پاکستان معرض وجود میں آیا مئی 1949ء میں مولانا نے پاکستان ہجرت کرنے کا ارادہ کر کے بادل ناخواستہ دارالعلوم دیوبند سے استعفیٰ دے دیا۔ اس موقع پر آپ کو دارالعلوم آٹھ ہزاری، چانگام، مشرقی پاکستان [بنگلہ دیش] کی جانب بحیثیت شیخ الحدیث آنے کی دعوت دی گئی۔ لیکن آپ نے مغربی پاکستان آنے کو ترجیح دی۔

جامعہ اشرفیہ لاہور سے تعلق:

1951ء کے اوائل میں مولانا جامعہ اشرفیہ کے سالانہ جلسہ میں تشریف لائے اور یہاں خطاب فرمایا، مولانا مفتی محمد حسن کی نظر انتخاب نے مولانا کو جامعہ اشرفیہ کے شیخ الحدیث کے طور پر منتخب کر لیا۔ عمر عزیز کے آخری لمحات تک جامعہ اشرفیہ سے اپنا تعلق قائم رکھا۔

تصنیفی خدمات:

آپ کی معرکۃ الآراء تفسیر معارف القرآن اس پر شاہد عدل ہے اس کے علاوہ چند اور کتب کے نام جدول میں دیے جاتے ہیں۔

حجیت حدیث	الفتح السماوی توضیح تفسیر البیضاوی
مقدمۃ التفسیر	تحفۃ القاری بجل مشکلات البخاری
خلافت راشدہ	الکلام المفید الموثوق فی ان کلام اللہ غیر مخلوق
علم الکلام	التعلیق الصحیح علی مشکوٰۃ المصابیح
عقائد اسلام	احسن الحدیث فی ابطال التثلیث
دستور اسلام	سیرۃ المصطفیٰ، وغیرہ

وفات حسرت آیات:

2 اگست 1972ء کی شب اچانک ہچکیاں آنی شروع ہو گئیں۔ 16 جولائی 1974ء کو شدید دورہ پڑا اور بے ہوشی طاری ہو گئی لیکن جب افاقہ ہوا تو زبان پر کلمہ طیبہ جاری تھا اور آیت اِنَّمَا اَشْكُو بَنِي وَحُزْنِي اِلَى اللّٰهِ، تلاوت کرتے ہوئے دنیا فانی سے کوچ کر گئے۔ آپ کے بیٹے مولانا محمد مالک نے بعد نماز ظہر آپ کا جنازہ پڑھایا۔

یک زمانہ صحبتے با اولیاء

متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن کا دورہ جنوبی پنجاب

مولانا محمد کلیم اللہ

پنجاب؛ پاکستان کا آبادی کے لحاظ سے سب سے بڑا صوبہ ہے جو کہ 36 اضلاع اور 122 تحصیلوں پر مشتمل ہے۔ اس میں چاروں موسم گرما، سرما، بہار اور خزاں آتے ہیں۔ یہاں کے باسیوں کی تعلیم و تعلم، صنعت و تجارت، محنت و مزدوری اور کاشتکاری وغیرہ پہچان ہے۔ یہاں کے لوگ نرم خو ہیں۔ پاکستان کا یہ واحد صوبہ ہے جہاں پانچ دریا بہتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ اسلامی تعلیمات کے فروغ اور دفاع میں میں پنجاب کی علمی شخصیات کی قابل قدر خدمات ہیں۔

اس وقت اپنی زندگی کے ایک ہفتے کا ورق آپ کے سامنے کھولنا چاہتا ہوں جس میں راقم الحروف کو عالم اسلام کی عظیم مذہبی و روحانی شخصیت سفیر احناف متکلم اسلام حضرت الاستاذ مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ کی ہمراہی معیت اور صحبت نصیب ہوئی۔

حضرت الاستاذ مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ کسی تعارف کے محتاج نہیں اللہ کریم نے آپ کو تحریکی، تربیتی، تعلیمی، تدریسی، تعمیری، تنظیمی تحقیقی، تصنیفی، تقریری، تبلیغی، تجدیدی، اور جہادی ذوق جیسی نعمتوں سے خوب خوب نوازا ہے۔ اس ہمہ جہتی کے باوجود سادگی اور تواضع کے آثار آپ میں بہت نمایاں ہیں۔ حضرت الاستاذ کی مسلکی محنت، عقائد و نظریات، اساسیات اسلامیہ کا تحفظ حرمت قرآن، سنت اور اس کی پاسداری، ختم نبوت، صحابہ و اہل بیت کرام رضوان علیہم اجمعین کا دفاع،

فقہاء ملت خصوصاً حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی پاسبانی، اکابرین امت خصوصاً علمائے دیوبند علم و دیانت کی پہرے داری اور مسلک اہل السنۃ والجماعت کے فروغ، اشاعت اور نفاذ کی کوششیں ان کی زندگی کا مقصد اور حرز جان ہیں۔ اس سلسلے میں قید و قفس کی صعوبتیں، ایام اسارت کی مشکلات، قاتلانہ حملے میں اہل باطل کے منفی پرو پیگنڈے اور اپنے چند نا سمجھ دوستوں کی نادانیاں سب کچھ برداشت کر کے صرف ملک پاکستان میں ہی نہیں بلکہ دنیا کے اکثر خطوں میں اسلام کی ترجمانی کا فریضہ بڑی حکمت عملی جو انمردی اور دینی بصیرت سے انجام دے رہے ہیں۔ اللہ حاسدین کے حسد اور شریروں کے شر سے بچائے اور ان کے طفیل ہمیں بھی مسلک اہل السنۃ کا سپاہی بنائے۔ یہ سفر مورخہ 9 مارچ بروز ہفتہ شروع ہوا۔ سفر کی رفاقتیں حاصل کرنے والے خدام کے نام یہ ہیں۔

- 1 مولانا محمد عاطف معاویہ؛ موصوف مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا میں شعبہ تخصص فی التحقیق والدعوۃ کے استاد ہیں اور مظفر گڑھ سے تعلق رکھتے ہیں۔
- 2 مولانا محمد فیاض؛ موصوف مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا کے ابتدائی خوشہ چینیوں میں ہیں اور دنیا پور سے تعلق رکھتے ہیں۔
- 3 مولانا محمد رمضان؛ موصوف دارالعلوم کبیر والا سے فارغ التحصیل اور مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا کے متخصص ہیں۔ حضرت الاستاذ کے سیکورٹی انچارج ہیں۔ ان کا ضلع خانیوال سے تعلق ہے۔
- 4 مولانا ابو بکر جھنگوی؛ موصوف مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا کے متخصص ہیں۔ حضرت الاستاذ کے خدام میں سے ہیں۔ حضرت الاستاذ کی پابندی وقت میں ان کی ڈرائیونگ کا خاصادخل ہے۔ ان کا تعلق ضلع جھنگ سے ہے۔

5 مولانا عرفان جمیل؛ موصوف مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا کے موجودہ سال کے متخصص ہیں، گوجران سے تعلق رکھتے ہیں۔

6 بھائی محمد عارف؛ موصوف حضرت الاستاذ کے خادم خاص مولانا محمد رمضان کے بڑے بھائی ہیں، ان کا تعلق بھی ضلع خانیوال سے ہے۔

7 بھائی عظمت اللہ گھمن؛ موصوف حضرت الاستاذ کی برادری کے ہیں اور آپ کے قریبی قصبہ 88 جنوبی سرگودھا سے تعلق رکھتے ہیں۔

8 (مولانا) محمد کلیم اللہ؛ راقم الحروف بھی مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا سے متخصص ہے، تعلق ضلع لیہ سے اور موجودہ تشکیل احناف میڈیا سروس میں چیف پروڈیو سر کے طور پر ہے۔

9 مارچ بروز ہفتہ: حضرت الاستاذ تقریباً صبح 7:30 بجے مولانا ابو ایوب قادری مسوؤل شعبہ مناظرہ اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ کی رہائش پر تشریف لے گئے۔ مولانا قادری کے ہمراہ مولانا سعید منصوری صاحب بھی موجود تھے۔ تھوڑی دیر قیام کے دروان چند علمی مضامین بھی زیر بحث آئے۔ مولانا قادری کا رضا خانیت، بریلویت پر کافی مطالعہ ہے اس کے ساتھ ساتھ آپ کی مناظرانہ گرفت بہت مضبوط ہے۔ علم میں رسوخ اور تقویٰ و للہیت کے حصول کے لیے حضرت الاستاذ متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن سے باضابطہ بیعت ہیں۔ حضرت الاستاذ کی توجہات کی بدولت اللہ تعالیٰ ان سے دین کی حفاظت کا خوب کام لے رہے ہیں۔ اللہ نظر بد سے محفوظ فرمائے۔

خیر مولانا قادری سے ملاقات کے بعد یہ قافلہ چوپرہٹ ضلع خانیوال جا رکا۔ چوپرہٹ چونکہ حضرت الاستاذ کے خادم خاص مولانا محمد رمضان کا علاقہ ہے

اس لیے مذکورہ مقام پر حضرت الاستاد کو ملنے کے لیے چند عقیدت مند جمع تھے ، یہ تقریباً 9:30 کا وقت تھا۔ سلام دعا کے بعد ملتان میں جناب شاہد سلیبی صاحب کے ہاں ملاقات تھی۔ دعائے برکت کے بعد تقریباً 12:00 بجے خان گڑھ میں مولانا عمران نواز کے ہاں حضرت الاستاد نے قیلولہ کیا بعد ازاں ظہرانے کا بندوبست تھا۔

تھوڑی دیر سستانے کے بعد خان گڑھ کے معروف ادارے دینی درسگاہ میں مولانا عبدالرشید بلال کے پاس جا پہنچے ، علاقے کی صورت حال اور اہل علاقہ کی فرمائش پر عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اساسی پہلو پر چند نکات علمیہ اور اس عقیدے کی افادیت ، اہمیت بیان کرنے کے بعد منکرین حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی غلط فہمیوں ، شبہات ، وسوس ، ہفوات اور ان کے منفی پروپیگنڈے کا مفصل ، مدلل اور مبرہن رد کیا اور با دلائل یہ ثابت کیا کی منکرین حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم خود کو دیوبندی اور سنی بھی کہلانے کے حقدار نہیں۔ اہل السنۃ والجماعۃ سے تعلق رکھنے والے غیور نوجوان اپنے سینوں میں محبت نبوی کا جذبہ موجزن کیے اطاعت رسول کے لیے مستعد نظر آ رہے تھے۔ کیونکہ

محمد کی غلامی دین حق کی شرط اول ہے
جو ہو اس میں کچھ کمی تو سب کچھ نامکمل ہے

فتنہ بریلویت:

امت مرحومہ میں افتراق و انتشار پیدا کرنے ، باہمی نفرتیں پھیلانے اور آپس میں تفرقہ بازی کو ہوا دے کر امت کے اجتماعی شیرازے کو بکھیرنے بلکہ تار تار

کرنے کے لیے انگریز کے اشارہ ابرو پر چلنے والے احمد رضا خان نے جب تکفیری مہم شروع کی تو کذب و افتراء و جمل و خیانت اور بددیانتی پر مشتمل ایک کتاب حسام الحرمین لکھی اور اس میں شاطرانہ بلکہ عیارانہ چال یہ چلی کہ چند منکرین ختم نبوت کے نام لکھ کر حضرت قاسم العلوم والخیرات حجتہ اللہ فی الارض تحریک آزادی کے سرخیل مولانا محمد قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند کی شہرہ آفاق علمی تصنیف ”تخذیر الناس من انکار اثر ابن عباس“ سے بے ربط بلکہ قطع و برید پر مشتمل محرّفانہ جرم کا ارتکاب کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ مولانا نانوتوی رحمہ اللہ بھی عقیدہ ختم نبوت کو تسلیم نہیں کرتے۔ (العیاذ باللہ) جبکہ حقیقت اس کے بالکل برعکس کھڑی احمد رضا خان ”خائن“ کو دیکھ کر شرم دلارہی تھی۔

تخذیر الناس کافی علمی حیثیت کی کتاب ہے اس میں عقیدہ ختم نبوت کو زبانی، مکانی اور رتبہ کے طور پر عقلی و نقلی دلائل سے روز روشن کی طرح واضح کیا گیا ہے راقم کے خیال میں احمد رضا..... خائن..... کا اس میں قصور نہیں اس لیے کہ خائن صاحب اس میدان علم کے آدمی نہیں ان بیچارے کو علم و حکمت اور اسرار و رموز سے کیا سروکار؟ انہیں تو بس غرض ہے اس سے ”اعزہ سے اگر بطیب خاطر ممکن ہو تو فاتحہ ہفتہ میں دو تین بار ان اشیاء سے بھی کچھ بھیج دیا کریں، دودھ کا برف خانہ ساز اگر بھینس کا دودھ ہو، مرغ کی بریانی، مرغ پلاؤ خواہ بکری کا ہو، شامی کباب، پراٹھے بالائی فیرونی، ارد کی پھریری دال مع اورک و لوازم، گوشت بھری کچوریاں، سیب کا پانی، انار کا پانی، سوڈے کی بوتل، دودھ کا برف۔

وصایا شریف ص 8

اس وصیت پر مولانا ظفر علی خان نے یہ شعر کہا ہے:

ترت احمد رضا خاں پر چڑھاوا ہے فضول
جب تک اس میں ماش کی دال اور بالائی نہ ہو

خیر! اس فلسفہ کو سمجھانے اور انہی گتھیوں کو سلجھانے کے لیے عصر کے بعد جامعہ امدادیہ حبیب المدارس میں پروفیسر محمد مکی صاحب کے ہاں بیان تھا۔ حضرت الاستاذ نے تحذیر الناس اور ختم نبوت کے عنوان پر جب اصل حقائق کو آشکارا کیا تو عوام الناس کے ہونٹوں پر خود بخود اکابر دیوبندی صداقت کے ترانے مچنے لگے۔

بیان کے فوراً بعد ہمارا رخ جامعہ حسینیہ علی پور کی طرف تھا۔ یہاں مولانا موجود حقانی؛ میزبانی کے فرائض انجام دے رہے تھے نماز مغرب یہاں ادا کی اور بعد میں مکی مسجد کی طرف چل دیے۔ قاری عبد الجبار قاسمی کے ہمراہ علاقے بھر کے علماء نے حضرت الاستاذ کا والہانہ استقبال کیا جلد ہی اسٹیج پر حضرت الاستاذ رونق افروز ہوئے۔ ہم ”اہل سنت“ کیوں ہیں؟ ”والجماعت“ کیوں ہیں؟ حنفی دیوبندی کیوں کہلاتے ہیں؟ الغرض اپنا تعارف پیش کرنے کے بعد بہاولپور جا پہنچے۔

10 مارچ بروز اتوار: اپنے معمولات سے فراغت کے بعد سلسلہ مذکور پیہم شروع ہو گیا صبح 11:00 بجے کے قریب مرکز عثمان و علی مسجد الصادق میں مفتی عبدالرؤف و دیگر علماء کرام سے ملاقات تھی۔

اس وقت میرا سفر سعادت کا پہلا زینہ چڑھ رہا تھا یعنی مرکز عثمان و علی میں حضرت الاستاذ کے ساتھ جا ملا۔

12:00 بجے کے قریب جامعہ مدنیہ بہاولپور میں چند منٹ کے لیے تشریف لے گئے جہاں پہلے سے علماء طلباء مشتاق دیدار تھے جامعہ کے حضرت مفتی صاحب سے خصوصی بات چیت اور اپنے کام کی کارگزاری کا تبادلہ خیال کر کے ”جامعہ صدیقیہ

بہاولپور“ جا پہنچے۔ کمرہ خاص میں فضیلتہ الشیخ مولانا عبد الحفیظ کلمی خلیفہ مجاز قطب العصر شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمہ اللہ سے خصوصی میٹنگ اور باہم مشاورت کے بعد نماز ظہر کی ادا کی بعد ازاں اسلامی تصوف کی ضرورت و اہمیت، تزکیہ باطن، تصفیہ قلوب، روحانی ترقی، معرفت الہیہ، اتباع رسول اور حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اہم موضوعات پر جامع خطاب کیا۔ سامعین کے دل و دماغ، عظمت مصطفیٰ، محبت اولیاء اور اتباع سنت سے لبریز ایک عجیب کیفیت کے حصار میں تھے، اس کے بعد حضرت الاستاذ نے دعا کرائی۔ اللہ ہو اللہ دعا میں آنکھوں نے بھی ساتھ دیا اشک ہائے ندامت احساس جرم و عصیاں کی ترجمانی کر رہے تھے جبکہ زبان شاید دریائے رحمت میں غوطہ زن تھی اس لیے مسلسل مصروف دعا تھی۔

جامعہ صدیقیہ میں پہنچنے سے تھوڑی دیر قبل خانقاہ فاروقیہ بہاولپور میں پیر طریقت مولانا رب نواز عباسی سے ملاقات کی موصوف حضرت الاستاذ کے ہم عصر بلکہ ہم سبق علماء میں سے ہیں۔

قارئین کرام! حضرت الاستاذ ہمارے سے آگے والی گاڑی میں تھے۔ گاڑی فراٹے بھرتی ہوئی تیزی سے منزل کی طرف گامزن تھی میں سوچ رہا تھا کہ آخر کون سی ٹرپ ہے جو اس مرد قلندر کو تھکاوٹ کا احساس نہیں ہونے دیتی؟ کون سی لگن ہے جس نے اس درویش خدا مست کو ہر وقت ”مسافر“ بنا رکھا ہے۔ اشاعت، تحفظ دین اور اہل السنۃ والجماعہ کے فروغ اور فقہ حنفی کی تحریک کو احیاء بخشنے کے لیے شب و روز کی انتھک محنتیں ان کے اخلاص کا پتہ دیتی ہیں۔ انہی سوچوں میں گم تھا کہ ہم ”مبارک پور“ جا پہنچے۔

جامع مسجد سناراں مبارک پور میں تبلیغی احباب کا جوڑ تھا اس موقع پر حضرت

الاستاذ نے تبلیغی احباب کی دینی کاوشوں کو سراہتے ہوئے فرمایا کہ دین کے دو مقدس فریضے ہیں: تبلیغ دین حفاظت دین

بے نمازی کو نماز پر لانا تبلیغ دین ہے اور آئے ہوئے نمازی کو واپس نہ جانے دینا حفاظت دین ہے۔ تبلیغ کی محنت سے ہم نے بے نمازی کو نمازی بنانا ہے اور اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ کی محنت سے ہم نے نمازی کو واپس نہیں جانے دینا تبلیغ کی محنت سے۔ تبلیغ کی محنت کا میدان فضائل والا ہے اور اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ کی محنت کا میدان دلائل والا ہے۔ فضائل سے لانا ہے اور دلائل سے بچانا ہے۔ اس کے بعد چند مسائل اختلافیہ کو ذکر کرنے کے بعد اپنے موقف پر دلائل ذکر فرمائے۔ سامعین سے کہا کہ آپ لوگوں کی محنت سے باطل بوکھلا اٹھا ہے اس لیے وہ تبلیغی نصاب پر، طریقہ تبلیغ پر، تبلیغ کے انتظامی امور پر و سواوس و شبہات پیش کرتا ہے۔ اس کے لیے تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ دلائل کے میدان میں ہم آپ کو مطمئن رکھیں گے ان شاء اللہ روئے زمین پر کسی بھی باطل میں اتنا دم خم نہیں کہ وہ ہماری اس عظیم جماعت..... تبلیغی جماعت..... پر اعتراض کرے اور ہم اس کا جواب نہ دے سکیں۔

نماز عشاء ہم نے مسجد ابو بکر صدیق مبارک پور میں باجماعت ادا کی اور بہاولپور گھلوں کی طرف چل دیے ”مدرسہ نظامیہ“ میں مولانا نظام الدین سے ملاقات کے بعد مجمع عام سے ولولہ انگیز خطاب کیا۔ خطاب کے دوران نبی کے معصوم، صحابی کے محفوظ، اور مجتہد کے ماجور ہونے پر دلائل ذکر فرمائے۔ تقریباً ایک گھنٹے کے دورانیے پر مشتمل اس بیان میں اسلامی عقائد و نظریات اور سلف صالحین کے منہج کو خوب واضح کر کے سمجھایا گیا۔

بیانات کو سماعت کرنے کے بعد راقم کے لاشعور کو ایک بار بار متاثر کر

رہی تھی اور اب وہ شعور پر حاوی ہو گئی ہے کہ حضرت الاستاذ کے علم و تقویٰ کو دیکھ کر جب اپنے گریبان میں نگاہ جاتی تو سوائے لاعلمی اور بد عملی کے کچھ نظر نہ آتا۔ خطاب لا جواب سے فراغت کے بعد ہم لوگ جامع مسجد انوارِ مدینہ ”احمد پور شرقیہ“ جا پہنچے۔

11 مارچ بروز سوموار: صبح نماز فجر کے بعد مسجد میں درس قرآن ارشاد فرمایا قرآن پاک کی آیت کریمہ سے اعمال کی قبولیت کی شرائط ذکر فرمائیں۔ اصلاح عقائد اور اصلاح اعمال کی فکر اور تڑپ سامعین کے قلوب و اذہان میں پیوست کی۔ انوارِ مدینہ میں میزبانی کا شرف مولانا اللہ نواز کو حاصل ہوا۔ ناشتہ سے فارغ ہونے کے بعد ہماری بریک ترنڈ محمد پناہ (ضلع رحیم یار خان) پر جا لگی۔

سادگی اور بے نفسی سے سرشار ایک سن رسیدہ بزرگ مولانا نور محمد تونسوی قادری سے ملاقات تھی مولانا تونسوی مدظلہ نے ایک زبان دراز منکر حیات النبی مولوی جسے لوگ ”واہیات“ کہتے ہیں کی کتاب اکابر کا باغی کون؟ پر جواب اور چند دیگر دستاویزات بھی حضرت الاستاذ کو دکھلائیں، آپ نے پسند فرمایا جو ہمارے جریڈے قافلہ حق اور دیگر رسائل میں قسط وار شائع ہو رہا ہے۔ مولانا قادری کئی ضخیم تحقیقی کتابوں کے مصنف ہیں عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اکابر دیوبند سے آپ کی والہانہ محبت قابل رشک بھی ہے اور لائق تقلید بھی۔ یہاں سے فارغ ہو کر ہم سیدھا ”جامعہ حمیر اللبنات“ رحیم یار خان جا پہنچے۔ مولانا عبدالغنی طارق سے ملاقات کے بعد تھوڑی دیر قیلولہ کیا، اسی اثناء میں ضلع رحیم یار خان کے اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ کے امیر مولانا عبداللہ فاروق متخصص مرکز اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا بھی تشریف لائے۔ موصوف فاضل نوجوان ہیں اور اپنے علاقے میں مسلکی خدمات کے لیے سرگرم رہتے ہیں۔ عقائد اہل السنۃ والجماعۃ کے تحفظ کا مسئلہ ہو یا اکابر ملت کے دامن سے منفی

اور جھوٹے الزامات اہتمام کو صاف کرنا ہو موصوف کی علمی و عملی کاوشیں اس کے لیے بنیادی حیثیت رکھتی ہیں۔

ظہرانے کی ترتیب رائل ہاک سپر سٹور میں تھی جہاں پُر تکلف دعوت کا اہتمام تھا۔ نماز ظہر کی ادائیگی جامعہ اسلامیہ للبنات کے متصل مسجد میں تھی ادائیگی صلوٰۃ کے فریضے سے سبکدوشی کے بعد جامعہ انوار القرآن میں ایک تربیتی ورکشاپ سے حضرت الاستاذ نے اساسیات اسلام کے عنوان پر خطاب کیا۔ اس کے بعد رحیم یار خان کے معروف عظیم الشان دینی ادارے ”جامعہ شمس العلوم تفسیریہ“ پہنچے۔ شیخ الحدیث مولانا حبیب اللہ اور مولانا خلیل اللہ سے خصوصی گفتگو فرمائی۔ مدرسہ تفسیریہ کی طرز دیکھ کر اسلاف کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ دنیا کی بے ثباتی پر نوشتہ دیوار عربی اشعار یہاں کے مکینوں کے قلوب کی غمازی کرتے ہیں۔

ایک شعر باذوق قارئین کی نذر:

هذه الغرفات للعرفاء والصلحاء

هذه من فضل ربی، هذا الخفش للفقراء

یہاں سے سیدھا جامعہ رحیمیہ فتحیہ آنا ہوا۔ جہاں مولانا محمد عمران اور مولانا محمد عامر سے ان کے والد گرامی قاری عمر فاروق عباسی کی تعزیت کی۔ مرحوم علاقے بھر میں دین متین کی اشاعت کی کوششوں میں مصروف ہوتے تھے۔ اللہ مرحوم کو غریق رحمت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی دولت عطا فرمائے۔

تقریباً عصر کی نماز کا وقت تھا جب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت رحیم یار خان کے دفتر جا پہنچے یہاں کے ذمہ دار بھائی مفتی محمد ارشد مدنی ہیں۔ مرزا نیت کے سدباب کے لیے علمی و عملی طور پر ہر وقت مستعد نوجوان ہیں حضرت الاستاذ کے معتقد ہیں میں

نے ان کی مسند پر حضرت الاستاذ کی کافی کتب دیکھیں۔ مولانا عبد الغنی طارق کے کوئی عزیز جنہوں نے پچھلے دنوں گاڑیوں کے شور و روم یونائیٹڈ موٹرز کا افتتاح کیا وہاں پر حضرت الاستاذ کو دعائے برکت کے لیے بلایا گیا چند منٹ دعا کرا کے چل دیے۔

ظاہر پیر شہر میں داخل ہونے سے تقریباً چند کلومیٹر پہلے لہلہاتے کھیتوں میں ایک بھٹی نما ایک ہیکل ہے۔ ہماری گاڑیوں کا رخ اس طرف ہوتا چلا گیا۔ میں اس بھٹے نما عمارت کو بہت غور سے دیکھ رہا تھا۔ قریب جا کر ہم اترے تو معلوم ہوا یہ حافظ عبد الرشید کی خانقاہ ہے داخلی دروازے پر فکر آخرت کے بارے اقوال، بے نمازی کا عبرتناک انجام وغیرہ تحریر تھے۔ خانقاہ کا اندرونی حصہ اتنا سادہ کہ بس چھوڑیے!

راقم کی ملاقات پیر صاحب سے ہوئی ہم نے ان سے درخواست کی ہمیں اپنی اس بھٹے نما ہیکل کے بارے میں کچھ بتائیے۔ چنانچہ انہوں نے کہا کہ ہم اس میں شریر جنات شیاطین کو جلاتے ہیں، راقم نے موصوف پر فوراً سوال دانا کہ جنات تو خود آگ کی پیداوار ہیں ان کو آگ کیسے جلاتی ہے؟ پیر صاحب نے ہماری دلچسپی کو محسوس کر لیا فرمانے لگے میاں آخرت میں دوزخ میں آگ ہوگی؟ ہم نے کہا جی بالکل پھر پوچھنے لگے کی کفار اور مشرک، شریر جنات کو آگ میں ڈالا جائے گا یا نہیں؟ ہم نے جواباً اثبات میں سر ہلا دیے کہنے لگے تو پھر یہاں بھی ان کو جلایا جاسکتا ہے۔

آج کل نئی تعلیم یافتہ..... قوم؛ جنات جادو وغیرہ کو نہیں مانتے بلکہ جنگلی اور وحشی انسانوں کو جو پوری پوری تمدنی حالت میں نہ ہوں جن قرار دیتے ہیں۔ جنات کو الگ سے مخلوق تسلیم نہیں کرتے، جیسا کہ سرسید احمد خان نے اپنی تفسیر القرآن میں لکھا اور ان کی فکر سے متاثر چند مسلمان جو قرآن وحدیث کے علم سے محروم ہیں وہ بھی

یہی کہتے ہیں کہ ”جن“ الگ سے کوئی مخلوق نہیں ہے۔ حالانکہ قرآن کریم اور احادیث شریفہ بلکہ یہود و نصاریٰ کی مذہبی کتب میں جنات کے وجود کا ذکر بکثرت ملتا ہے۔

قرآن کریم میں جنات کا ثبوت:

سورة الحجر میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِنْ حَمَإٍ مَسْنُونٍ وَالْجَانَّ خَلَقْنَاهُ مِنْ قَبْلِ مِنْ نَارِ السُّمُومِ۔

ترجمہ: ہم نے انسان کو پکی ہوئی مٹی کے سوکھے ہوئے گارے سے پیدا کیا اور اس سے پہلے جنات کو آگ کی لو سے پیدا کیا۔

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے جنات نے جنات نے حضرت انسان سے بھی پہلے پیدا کیا۔ سورة الرحمن میں ہے: وَخَلَقَ الْجَانَّ مِنْ مَارِجٍ مِنْ نَارٍ

اور جنات کو آگ کے شعلے سے پیدا کیا۔

بلکہ قرآن کریم کی ایک مکمل سورة اسی نام سے ہے سورة الجن یہ انتیویس پارے کے درمیان میں ہے۔

حدیث شریف سے ثبوت:

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ خلقت الملائكة من نور وخلق الجنان من النار وخلق آدم حما وصف لكم۔ فرشتوں کو نور سے، جنات کو آگ سے اور آدم علیہ السلام کو اس چیز سے پیدا کیا گیا جو تمہیں بتلا دی گئی ہے۔

ان تصریحات کے بعد کسی مسلمان کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ اسلامی تعلیمات کے ہوتے ہوئے اپنی عقل بلکہ غیروں کی غلامانہ سوچ پر ان حقائق سے آنکھیں چرائیں۔

خیر! نماز مغرب اسی خانقاہ میں ادا کی اور یہاں سے سیدھا مولانا قاضی محمد رفیق کے مدرسے جامعہ مدینۃ العلوم پہنچے۔ حضرت الاستاذ نے حیات شہداء اور حیات انبیاء علیہم السلام کے عنوان پر پر مغز تقریر کی جلسہ چونکہ شیخ الحدیث مولانا حبیب الرحمن درخواستی کے زیر صدارت تھا اس لیے پابندی وقت اور نظم و نسق کا خاص خیال رکھا گیا تھا، حضرت الاستاذ نے مقتول فی سبیل اللہ اور مقتول فی اللہ پر نکات علمیہ پیش فرمائے تو علماء اس پر عیش عیش کرا گئے۔

یہاں سے فراغت کے بعد اگلی منزل مدرسہ احیاء العلوم ظاہر پیر تھی۔ رات کو چمن میں کافی دیر چہل قدمی کرتے رہے، مولانا منظور احمد نعمانی کے صاحبزادگان سے بات چیت کی مجلس بھی ہوئی۔ رات گئے کو آرام کیا اور نیند کی آغوش میں جا کر سو گئے۔ نماز فجر کے فوراً بعد مولانا منظور احمد نعمانی نے حضرت الاستاذ کو خطاب کے لیے دعوت ان الفاظ میں دی: مولانا {محمد الیاس گھمن} عمر میں تو میرے بیٹوں جیسے ہیں لیکن علم میں، میں ان کو اپنا "آقا" سمجھتا ہوں۔ سونے کی قدر سنار کو ہے۔ علم کی قدر علم والوں کو ہے۔ چونکہ سامعین کی اکثریت علماء اور طلباء کرام کی تھی اس لیے خالص علمی بیان کیا۔ موت اور نیند میں مماثلت موت کا مفہوم، قبر شرعی مفہوم وغیرہ عنوانات زیر بحث لاتے رہے۔

اس کے بعد سفر کا رخ ”مدرسہ راشدیہ دین پور شریف“ کی طرف تھا جہاں خانوادہ ولایت دین پور کے جانشین میاں مسعود احمد دین پوری سے ملاقات کی۔ عقیدہ ختم نبوت پر چند لمحوں کی گفتگو کے بعد ہم احاطہ خاص خانقاہ دین پور میں گئے۔ اس لیے احاطہ خاص میں جلیل قدر اولیاء کرام مدفون ہیں۔

(1) قدوة الصلحاء مولانا عبد الہادی دین پوری رحمہ اللہ

- (2) بطل حریت مولانا عبید اللہ سندھی رحمہ اللہ
- (3) حافظ الحدیث مولانا عبد اللہ در خواستی رحمہ اللہ
- (4) شیخ التفسیر مولانا شفیق الرحمن در خواستی رحمہ اللہ
- (5) مجاہد ختم نبوت مولانا لعل حسین اختر رحمہ اللہ
- (6) خطیب بے بدل مولانا محمد لقمان علی پوری رحمہ اللہ
- (7) میاں احسان احمد شہید کمانڈر حرکت الجہاد الاسلامی رحمہ اللہ
- (8) پروردہ ولایت میاں غلام محمد دین پوری رحمہ اللہ
- (9) سرچشمہ طریقت میاں خلیل احمد رحمہ اللہ
- (10) امام السالکین مولانا عبد الرزاق رحمہ اللہ

اس کے علاوہ بھی چند دیگر عظیم المرتبت اولیاء کرام کی قبور ہیں۔

امام الہدیٰ مولانا احمد علی لاہوری نے اس احاطہ خاص کو کشفی حالت میں دیکھ کر فرمایا کہ مجھے یہ جنت کا ٹکڑا محسوس ہوتا ہے۔ حضرت الاستاذ نے مسنون فاتحہ خوانی کی اور ہم باہر نکل آئے۔ قبرستان کے باہر خانقاہ دین پور شریف کی طرف سے ایک سائن بورڈ آویزاں کیا گیا ہے جہاں درج ذیل عبارت درج ہے:

ضروری اعلان:

اس قبرستان میں کسی قسم کی رسوم و بدعات کی قطعاً اجازت نہیں ہے خواہ محرم الحرام کا مہینہ ہو یا کوئی اور مہینہ ہو۔ نیز: عورتوں کا داخلہ ممنوع ہے۔

منجانب: جماعت دین پور شریف

خانقاہ سے حاضری کے بعد اب ہم رحیم یار خان کے معروف دینی ادارے ”جامعہ مخزن العلوم“ میں پہنچ آئے تھے یہ حضرت در خواستی رحمہ اللہ کا گلشن ہے

جہاں علم و حکمت کے گلہائے رنگارنگ فضا کو معطر کیے ہوئے ہیں۔ روحانیت اور قلبی سکون روح میں جاگزیں ہونے لگا تھا۔ حضرات اساتذہ اور طلباء دورہ حدیث کے اصرار پر دارالحدیث میں حضرت الاستاذ تشریف لائے۔ لیکن حضرت الاستاذ کے پروانے جم غفیر کی شکل اختیار کر گئے اس لیے دارالحدیث کی بجائے مسجد میں بیان کرنا پڑا۔ یہاں حضرت الاستاذ نے علماء اور طلباء کی مسلکی تربیت کے عنوان پر بیان کیا۔ اسی دروان کام کرنے کا طریقہ کار خود کو ٹکراؤ سے بچا کر مسلک کی اشاعت اور حفاظت کی ضرورت کے تجرباتی اصول اور نوجوانان علم و حکمت کی ذہن سازی کی۔ بیان میں شیخ الحدیث مولانا غلیل الرحمن ڈاہر اور دیگر اساتذہ بھی تشریف فرما تھے۔

طالب علم ہمارے قیمتی اثاثے اور سرمائے ہیں ان کی حفاظت، ذہن سازی بھی بہت ضروری ہے۔ جب حضرت الاستاذ ان کی ذہن سازی کر رہے تھے تو مجھے اہل باطل کی طرف سے پھیلانے گئے منفی پروپیگنڈے اور اوجھے ہتھکنڈے یاد آنے لگے کہ باطل اپنی محنت میں ہے اور حق اپنی محنت کر رہا ہے۔ باطل؛ بد ظنی، نفرت اور بد اعتمادی کی فضا پیدا کر رہا ہے جبکہ حق؛ حسن ظن، محبت اور اعتماد کی فضا بنا رہا ہے۔ بے ساختہ میری زبان سے جاری ہونے لگا۔

جاؤ! جا کے مہر تاباں سے کہو اپنی کر نیں سنبھال رکھے

میں اپنی زمیں کے ذرے ذرے کو خود چمکنا سکھا رہا ہوں

یہ خطیبِ نکتہ دان، خطیبِ پاکستان ثانی دین پوری مولانا عبد الکریم ندیم کا مدرسہ ہے۔ جامعہ امداد العلوم۔ موصوف ملک پاکستان کے نامور سحر انگیز خطباء میں سے ہیں۔ حضرت الاستاذ اور موصوف عبد الکریم ندیم کا کافی دوستانہ ہے۔ حضرت الاستاذ نے یہاں سے مولانا ندیم کو اعزازِ اپنی گاڑی میں بٹھایا اور خود ڈرائیونگ سیٹ پر

آگئے۔ تھوڑی مسافت طے کرنے کے بعد ہم ”جامعہ عبد اللہ بن مسعود“ خان پور میں پہنچ چکے ہیں۔ شیخ الحدیث مولانا حبیب الرحمن درخواستی اور دیگر علماء کرام حضرت الاستاذ کے استقبال کے لیے انتظار میں کھڑے تھے۔

عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی فلسفہ نانوتوی کی روشنی میں وضاحت اور نفس مسئلہ کی تنقیح۔ یہاں انشراح و انبساط کے ساتھ خطابت میں روانی کی جولانی قابل دید تھی جیسے خود زبان حال سے کہہ رہے ہوں کہ

مقرر رہوں نہ واعظ ہوں نہ ساحر ہوں میں لفظوں کا

زبان بس ساتھ دیتی ہے میں باتیں دل سے کرتا ہوں

سنت قیلولہ کے بعد تقریباً 3:00 بجے کے قریب ہم یہاں سے چل دیے۔ راستے میں ڈیرہ یاسر رانجھا میں تقریباً 20 منٹ کے ملاقات اور دعائے برکت کے بعد وہاں سے جامعہ فاطمہ الزاہرہ احمد پور شرقیہ اڈا 42 ہزار میں نماز مغرب ادا کی۔ جامع مسجد عبد اللہ بن عباس 42 ہزار میں ذات نبوت، بات نبوت، اور جماعت نبوت کے عنوان پر الہامی خطاب ارشاد فرمایا۔ آپ کی سلالہ لسانی اور لہجے کی پختگی، علم میں رسوخ، دل میں اخلاص سامع کو اپنی طرف موڑ دیتا ہے۔ سامعین ایسے مسحور ہو کر بیٹھتے ہیں کہ جیسے بالکل جامد و ساکت۔

بہاولپور میں رات آرام کیا اور علی الصبح کھر وڑپکا کی طرف رخت سفر باندھ لیا ملک کی عظیم علمی آماجگاہ ”باب العلوم کھر وڑپکا“ میں امیر اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ مولانا منیر احمد منور دامت برکاتہم کی رہائش پر پہنچ چکے ہیں۔ حضرت الاستاذ، امیر محترم کو پورے ملک میں ہونے والی مسلکی کارگزاریاں سناتے رہے محفلِ ظرافت بھی جمی، اس کے بعد حضرت الاستاذ نے شیخ الحدیث امیر مرکز یہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مولانا

عبد المجید لدھیانوی کے درس بخاری میں شرکت فرمائی۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ حضرت الاستاذ کی معیت میں راقم نے بھی بخاری باب اذا کان بین الامام و بین القوم حائط او سترۃ بخاری جلد اول صفحہ نمبر 101 سے تین احادیث کا سبق پڑھا۔ اس کے بعد موصوف شیخ الحدیث نے حضرت الاستاذ کو اپنے پاس بلا لیا اور بیان کرنے کو کہا۔

اس موقع پر عجیب مناظر دیکھنے کو مل رہے تھے۔ شیخ الحدیث صاحب کے پہلو میں حضرت الاستاذ ختم نبوت کے موضوع پر ایک حدیث کی متکلمانہ شرح ارشاد فرما رہے تھے۔ اس کے بعد خصوصی نشست ہوئی جس میں حضرت شیخ الحدیث مولانا لدھیانوی، مولانا منیر احمد منور، حضرت الاستاذ مولانا محمد الیاس گھمن اور راقم موجود تھے۔ عالمی حالات میں میڈیا کی ضرورت پر بات چیت چلتی رہی۔ حضرت الاستاذ نے شیخ الحدیث مولانا لدھیانوی کو اس بابت اپنی اور اپنی ٹیم کی سرگرمیوں سے آگاہ کیا۔ ان سے اجازت پا کر ہم نے ملتان کا رخ کیا۔

ملتان میں سب سے پہلے مدرسہ ”عمر بن خطاب“ میں تقریباً 1:00 بجے کے قریب ہم پہنچ چکے تھے۔ شہر ملتان کی بزرگ شخصیت شیخ الحدیث مولانا کریم بخش سے ملاقات ہوئی اور عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر علمی مجلس بھی لگی۔ چونکہ ملتان و مضافات کے اکثر مدارس میں امتحانات کے باعث تعطیلات تھیں اس لیے یہاں بیانات کا سلسلہ نہ ہو سکا۔ ان سے دعائیں لے کر ہم ”جامعہ قادریہ حنفیہ“ پہنچے شیخ الحدیث مولانا محمد نواز سیال زیدہ مجددہ سے حضرت الاستاذ کی خصوصی نشست ہوئی چند اہم امور پر تبادلہ خیال ہوا۔ کچھ دیر آرام کرنے کے بعد حضرت الاستاذ نے شیخ الحدیث مولانا محمد نواز سیال کو اعزاز اپنی گاڑی کی فرنٹ سیٹ پر بٹھایا اور خود گاڑی ڈرائیو کرتے ہوئے ”جامعہ اسلامیہ قمر النساء“ قاری خضر حیات صاحب کے ہاں پہنچے یہاں ایک

ترہیتی پروگرام تھا۔

قاری صاحب موصوف کافی خوش اخلاق، نرم مزاج دینی تڑپ رکھنے والے باصلاحیت نوجوان ہیں۔ بیان سے تھوڑی دیر پہلے علماء کی ایک مجلس لگی جس میں حضرت الاستاذ، شیخ الحدیث مولانا محمد نواز سیال، قاری طاسین، مفتی سعید ارشد الحسینی وغیرہ شریک تھے۔ دین خصوصیات نبوت اپنانے کا نام ہے؟ یا ادائے نبوت اپنانے کا؟ اس پر رموز و اسرار اور علم و حکمت سے لبریز جذبات کو جلا بخشنے والا لطیف نکات پر مشتمل یہ بیان تقریباً پون گھنٹہ ہوا۔ موسم کی انگڑائیاں برسات کی شکل میں ظاہر ہونے لگیں اور موسلا دھار بارش رم جھم رم جھم شروع۔ غالباً مغرب سے 10 منٹ قبل ہم ”خانقاہ جلیلیہ جامعۃ الناسکات“ میں پہنچ چکے تھے۔ بھائی شاہد اقبال بھٹہ نے اسلامک اسکول سسٹم شروع کر رکھا تھا اپنا نصاب تعلیم حضرت الاستاذ کے سامنے پیش کیا۔ باہمی مشاورت سے اور چند قیمتی نصائح کے بعد یہاں سے رخصت ہو کر ”جمال المدارس“ ملتان میں قاری فخر الدین رازی کے ہاں پہنچے۔ نماز مغرب کی ادائیگی کے بعد حضرت الاستاذ نے تھوڑا سا آرام فرمایا اور نماز عشاء کے بعد عظمت جمال مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عنوان پر لا جواب خطاب ارشاد فرمایا۔

یادِ ایامِ جفا:

شرارتی لوگوں کی شرارتیں اپنا کام کر رہی تھیں حضرت الاستاذ کے بارے اہل باطل مخالفین کی مخالفت عروج پر تھی ملتان انتظامیہ کو حضرت الاستاذ کے بارے غلط بریف کیا گیا جس کی وجہ سے بیان کے بعد پولیس کی نفری وہاں پہنچ گئی۔ چونکہ دور کہیں اور سے ہلائی جارہی تھی اس لیے یہ کہا جانے لگا کہ آپ کو ہمارے ساتھ تھانے چلنا ہو گا۔ حضرت الاستاذ کا موقف یہ تھا کہ جب میں کسی کا عدم تحریک کا قائد نہیں ہوں

میرے اوپر کوئی پرچہ نہیں ہے میں کسی کیس میں مطلوب نہیں ہوں بلا جواز میں خود تھانے کے چکر کیوں کاٹوں؟ آپ کو میرے بارے بالکل غلط انفارمیشن دی گئی ہے تقریباً رات دو بجے حضرت الاستاذ کو گاڑی میں بٹھا کر تھانہ صدر ملتان لے گئے۔ دوسرے دن دوپہر 3:00 بجے سیشن کورٹ میں مقدمے کی سماعت شروع ہوئی وکلاء کے بیانات سننے کے بعد جج کی طرف سے ویٹنگ فار آرڈر کا حکم صادر ہوا کہ کل فیصلہ سنایا جائے گا۔ بالآخر کل فیصلہ سنایا گیا ملزم محمد الیاس گھسن کے بارے میں گورنمنٹ کو اطلاعات غلط دی گئیں تھیں۔ اس لیے ان کو باعزت طور پر بری کیا جاتا ہے چنانچہ ہم تھانے سے جامعہ حنفیہ قادریہ پہنچے۔ یہاں سے ہم سیدھا سرگودھا مرکز اہل السنۃ والجماعۃ پہنچ گئے۔ قارئین! اس مختصر دورانیے میں علم، عمل، اصلاح عقائد، اصلاح اعمال کی جو دو لتیں میسر ہوئیں شاید ہزاروں کتابیں چھان کر بھی نہ مل سکیں گی یقیناً اہل دل اولیاء اللہ کی صحبت انسان کی زندگی میں انقلاب لاتی ہیں۔

نہ کتابوں سے نہ وعظوں سے نہ زر سے پیدا

دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

اب میرے دماغ میں حضرت لاہوری رحمہ اللہ کے وہ الفاظ گردش کر رہے ہیں جب خاتم المحدثین علامہ محمد انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ کوریل گاڑی میں بٹھا کر ساتھ تھوڑی دیر چلتے رہے کسی نے پوچھا کہ حضرت یہ کیا؟ فرمانے لگے اے کاش تمہیں اولیاء اللہ کی صحبت کی قدر و قیمت معلوم ہوتی تو تم یہ سوال ہی نہ کرتے بخدا اولیاء کرام کی صحبت اور معیت بہت بڑی خدا کی نعمت ہے۔ سچ ہے کہ

یک زمانہ صحبتے با اولیاء..... بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

خوشخبری

متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھسن حفظہ اللہ کے دورہ جنوبی پنجاب میں کیے جانے

والے بیانات اپ لوڈ کر دیے گئے ہیں: www.ahnafmedia.com

ولی اللہ بننے کا نسخہ

ترتیب و عنوانات: مفتی شبیر احمد حنفی

4- اپریل 2013ء بروز جمعرات حضرت الشیخ متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھسن حفظہ اللہ نے خانقاہ اشرفیہ اختر فیہ مرکز اہل السنۃ و الجماعۃ 87 جنوبی سرگودھا میں منعقدہ ماہانہ مجلس ذکر سے خطاب فرمایا، جس میں ”ولی اللہ بننے کا نسخہ“ کے عنوان پر پُر اثر گفتگو فرمائی۔ بیان کا خلاصہ پیش خدمت ہے۔

الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره ونؤمن به ونتوكل عليه ونعوذ
بالله من شرور انفسنا ومن سيئات اعمالنا من يهده الله فلا مضل له ومن يضلل
فلا هادي له ونشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له ونشهد ان سيدنا ومولانا
محمدا عبده ورسوله اما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم بسم الله الرحمن
الرحيم: قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَى أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ
يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ

الزم: 53

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلَى آلِ
اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى
اِبْرَاهِيْمَ وَعَلَى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

مقصد تخلیق:

اللہ رب العزت نے ہمیں دنیا میں بھیجا ہے امتحان کے لیے کہ کون اللہ کا
بندہ بن کر رہتا ہے اور کون اللہ کا بندہ بن کے نہیں رہتا۔ اللہ رب العزت دنیا کے بھی

خالق ہیں، اللہ رب العزت جنت اور جہنم کے بھی خالق ہیں، دنیا میں اگر کوئی انسان اپنے ہاتھ سے کوئی چیز بنائے تو اس چیز کو برباد اور ضائع کرنے سے خوش نہیں ہوتا۔ اللہ رب العزت جس انسان کو اپنے دست قدرت سے بناتے ہیں اس کو مٹا کر اللہ بھی خوش نہیں ہوتے۔ لیکن بسا اوقات ایک مکان کو بنایا جاتا ہے پھر اس مکان کو گرایا جاتا ہے، اس مکان کو گرانے کا مقصد اس کو ختم کرنا نہیں بلکہ اس سے بہتر بنانا ہوتا ہے۔ اللہ رب العزت انسان کو بناتے ہیں پھر انسان کو فنا کرتے ہیں، اس کا مقصد انسان کو ختم کرنا نہیں بلکہ بہتر انسان بنانا ہے۔

جسم انسانی؛ قدرت کا شاہکار

اللہ رب العزت نے جو انسان کو وجود دیا ہے اپنی قدرت کا ملہ سے دیا ہے، کچھ چیزیں خالق نے انسان کے وجود میں ایسی رکھی ہیں کہ ان جیسی چیزیں دنیا پیش کرنے سے عاجز ہے۔ اللہ رب العزت کی قدرت کا شاہکار انسان کا وجود ہے۔ اسے حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ یوں فرماتے ہیں کہ ایک عالم اصغر ہے اور ایک عالم اکبر ہے، ایک چھوٹا جہاں ہے اور ایک بڑا جہاں۔ بڑا جہاں جو سامنے نظر آتا ہے اس میں زمین ہے، زمین میں نہریں ہیں، باغات ہیں اور مختلف چیزیں ہیں اور ایک جہاں اصغر ہے یعنی چھوٹا جہاں، وہ خود انسان کا وجود ہے۔ دنیا میں جتنی چیزیں آپ دیکھتے ہیں ان سب کا اشارہ انسان کے وجود کے اندر موجود ہے۔ آپ کو تعجب ہو گا کہ ایک ہی وقت میں زمین پر کسی علاقے کا موسم گرم ہے اور کسی علاقے کا موسم ٹھنڈا ہے، کہیں موسم گرم ہے اور کہیں موسم سرما ہے۔ ایک ہی وقت میں ایک ملک میں اگر ٹھنڈ ہے تو دوسرے ملک میں گرمی ہے۔ آپ انسان کے وجود کو دیکھ لیں کہ ایک حصہ گرم ہوتا ہے اور ایک حصہ ٹھنڈا ہوتا ہے۔ یہ سارے نقشے اللہ نے انسان

کے وجود کے اندر رکھے ہیں۔ زمین میں کتنے دریا ہیں، پھر دریاؤں سے نہریں، نہروں سے نالیاں نکلتی ہوئی نظر آتی ہیں۔ آپ انسان کے جسم کے اندر گیس دیکھیں، رگوں میں دوڑنے والا خون دیکھیں، یہ سارا نظام خود انسان کے وجود میں آپ کو نظر آئے گا۔ اسی طرح زمین کے اندر کئی قسم کی جگہیں ہیں، بعض جگہوں کو آپ دیکھیں گے وہاں سبزہ اگ ہی نہیں سکتا اور بعض جگہیں ایسی ہیں کہ وہاں سبزہ اگتا ہے بڑھتا نہیں اور بعض جگہیں ایسی ہیں کہ سبزہ اگتا ہے تو کاٹنا پڑتا ہے۔ آپ انسان کے جسم کو دیکھیں بعض جگہیں ایسی ہیں جہاں بال نہیں اور بعض جگہیں ایسی ہیں جہاں بال ہیں لیکن بڑھتے نہیں اور بعض جگہیں ایسی ہیں جہاں بالوں کو کاٹنا پڑتا ہے۔ تو جو نقشے زمین کے اندر ہیں وہ سارے نقشے اللہ نے انسان کے وجود کے اندر رکھے ہیں۔ کوئی کمی اللہ نے انسان کے وجود میں چھوڑی نہیں ہے۔

انسان سب سے خوبصورت مخلوق:

بعض احادیث مبارکہ میں ہے لیکن وہ احادیث چونکہ تنابہات میں سے ہیں اس کو بندہ سمجھ نہیں سکتا، اس لیے عوام کے مجمع میں ان احادیث کو بیان بھی نہیں کیا جا سکتا کہ اللہ رب العزت نے انسان کو جو شکل عطا فرمائی ہے وہ شکل اللہ نے کیسے عطا فرمائی ہے۔ بس خلاصہ یہ ذہن میں رکھ لیں: لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ دنیا میں جتنی شکلیں موجود ہیں ان میں سب سے خوب صورت شکل اللہ نے انسان کو عطا فرمائی ہے، سب سے احسن شکل اللہ نے انسان کو عطا فرمائی ہے۔

وزیر اور اس کی بیگم کا واقعہ:

اس پر مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع عثمانی رحمہ اللہ نے معارف القرآن میں ایک واقعہ نقل کیا ہے جو بڑا معروف ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ چاندنی رات تھی اور

بادشاہ کا وزیر اپنی بیگم کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا، وزیر نے اپنی بیگم کو کہا: انت طالق ثلاثا ان لم تکنوی احسن من القمر، اگر تم چاند سے زیادہ خوبصورت نہیں تو تمہیں تین طلاقیں ہیں۔ یہ لفظ کہہ دیا۔

خیر بادشاہ کے وزیر نے اپنی بیوی سے کہا: اگر تو چاند سے خوبصورت نہیں تو تجھے تین طلاقیں۔ اب وزیر پریشان ہو گیا۔ کیوں؟ کیونکہ بادشاہ بھی سمجھتا تھا کہ تین طلاق دو تو تین ہوتی ہیں، وزیر بھی سمجھتا تھا کہ تین طلاق دو تو تین ہوتی ہیں، مرد، عورتیں بھی سمجھتی تھیں کہ تین طلاق دو تو تین ہی ہوتی ہیں۔ یہ جملہ کہہ تو دیا لیکن بعد میں بہت پریشان ہوا، لیکن زمانہ خیر کا تھا، بیوی اٹھ کر پردے میں چلی گئی کہ اب میں تمہاری بیوی نہیں ہوں۔ اب مجھے طلاق ہو گئی بعد میں جب مسائل پوچھنا شروع کیے کہ اس مسئلے کا کیا حل ہے؟ تو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے ایک شاگرد نے کہا کہ انسان کے سامنے چاند کی کیا حیثیت ہے؟! اللہ قرآن کریم میں فرماتا ہے: لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ، اللہ نے انسان کو کائنات کی ساری چیزوں سے خوبصورت بنایا ہے۔ اس لیے تمہاری بیوی چاند سے زیادہ خوبصورت ہے، اس لیے طلاق بھی نہیں ہوئی۔

تین طلاقیں تین شمار ہوتی ہیں:

آدمی جب یہ لفظ کہتا ہے تو پریشان نہیں ہوتا لیکن تھوڑی دیر کے بعد پریشانی شروع ہو جاتی ہے۔ جب پریشانی ہوتی ہے تو اس کے ایسے حیلے اختیار کرتا ہے جو حیلے بنتے بھی نہیں۔ ہمارے ہاں عام طور پر لفظ کہا جاتا ہے کہ غصہ میں آکر طلاق دی تھی۔ غصہ میں آدمی اگر کسی کو گولی مار دے اور عدالت میں جج کو کہہ دے کہ اس کو معاف کر دو، اس نے غصہ میں آکر گولی ماری تھی! اگر ایسا ہو تا تو دنیا میں کسی کو سزا موت نہ ہو، نہ دیت ہو، نہ قصاص ہو۔ آپ کسی پر غصہ میں آکر گاڑی چڑھا دیں اور

جب پرچہ کٹے پھر کہیں: جی میں نے غصہ میں آکر گاڑی چلا دی تھی، طیش میں آگیا تھا اور میں قابو میں نہیں رہا تو جج معاف تھوڑی ہی کرتا ہے! لیکن طلاق کا معاملہ اتنا خطرناک ہے کہ الامان والحفیظ!! لوگ تین طلاق دے دیں گے، جو اختیار شریعت نے دیا تھا وہ ختم کر دیں گے، بعد میں کہیں گے کہ ”میں غصے میں آگیا تھا، غصہ میں تین طلاقیں دی تھیں اس لیے ایک ہے۔“ اگر یہی بات ہے تو غصے میں اگر تین طلاقیں دی ہیں تو ایسی طلاق شمار ہی نہ کرو، یہ تو نہیں کہ ان تین کو ایک سمجھ لو اور دو کو ختم کر لو، کتنی حماقت اور بیوقوفی کی بات ہے، اور پھر ہمارے ہاں تماشہ یہ ہے کہ بیوی کو نکاح سے نکالنے کے لیے تیار نہیں ہوتے اور خود کو ایمان سے نکال لیتے ہیں۔ مذہب اپنا بدل دیں گے نکاح ختم کرنے کے لیے تیار نہیں ہوں گے۔

منکرین فقہ سے بائیکاٹ کریں:

بھائی! ایمان سب سے قیمتی چیز ہے۔ اگر کسی نے یہ جرم کر لیا، اگر ایسا کوئی کیس پیش آجائے کہ خاندان میں اگر شوہر بیوی کو تین طلاقیں دے دے تو بیوی شوہر پر حرام ہو جاتی ہے، اب شوہر اور بیوی کا تعلق ختم کرنا واجب ہے۔ اگر کوئی تین طلاقیں دے اور ان تین طلاقوں کو ایک کہے تو ان سے بائیکاٹ کریں، کیونکہ اگر کوئی مرد کسی نامحرم عورت کو گھر میں لا کر زنا کرے اتنا سخت گناہ نہیں ہے جتنا تین طلاق کے بعد بیوی کو اپنے پاس رکھنے میں ہے۔ اس لیے کہ زانی تو یہ کہتا ہے کہ میں زنا کرتا ہوں، لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ زنا کرتا ہے، لیکن یہ تین طلاقوں کو ایک کہنے والا تو زنا کو نکاح کا نام دے کر بالآخر کفر تک پہنچتا ہے۔ اس لیے ایسے معاملات سے بہت زیادہ بچیں۔ ہمارے پاکستان میں منکرین فقہ نے یہ چور دروازہ کھولا ہوا ہے کہ اگر کوئی اپنی بیوی کو تین طلاق دے دے اب اللہ اس کو کہے حرام، نبی کہے حرام، پوری امت کہے

حرام، لیکن ہم [غیر مقلدین] اس کو حرام نہیں کہتے، بس پھر ہمارا مذہب اختیار کر لو۔
اللہ ہم سب کی حفاظت فرمائے، اللہ ہمیں ایسے فتنوں سے محفوظ رکھے۔ [آمین]

اطاعت و فرمانبرداری کا نتیجہ:

میں بتا رہا تھا کہ مکان بنا کر گرایا جاتا ہے، ختم کرنے کے لیے نہیں مزید اچھا بنانے کے لیے۔ اللہ اس بندہ کو موت دیتے ہیں مٹانے اور فنا کرنے کے لیے نہیں بلکہ جنت میں اچھی شکل و صورت دینے کے لیے۔ اب یہ ہماری مرضی ہے کہ اللہ کی مان کے چلیں تو جنت والی شکل حاصل کریں اور اللہ کی مان کر نہ چلیں تو جہنم کا ایندھن بننے کے لیے تیار رہیں۔ اب انسان اگر اللہ کے احکام کو مان کے چلے گا تو یہ ملائکہ کی جگہ میں جائے گا جو کہ جنت ہے اور اگر اللہ کے احکام کو مان کر نہیں جائے گا تو یہ زمین میں جائے گا جو جانوروں کی جگہ ہے۔ جہنم اللہ نے نیچے بنائی اور جنت اللہ نے اوپر بنائی ہے جو ملائکہ کی جگہ ہے، ملائکہ اوپر رہتے ہیں اور مٹی جانوروں کی جگہ ہے۔ قرآن کریم میں آتا ہے: وَيَقُولُ الْكَافِرُ يَا لَيْتَنِي كُنْتُ ثَرًا۔

[قیامت کے دن) کافر کہے گا کہ کاش میں مٹی ہوتا]

سورة النباء: 40

قیامت کے دن اللہ ایسی بکری پیدا فرمائیں گے جس کے دنیا میں سینگ نہیں تھے اور وہ بکری پیدا فرمائیں گے جس دنیا میں سینگ تھے، سینگ والی بکری نے بغیر سینگ والی بکری کو مارا ہو گا تو بغیر سینگ والی بکری اس سینگ والی بکری سے بدلے لے گی قیامت کے دن اور پھر دونوں اللہ کے حکم سے مٹی ہو جائیں گی۔ یہ دیکھ کر کافر کہے گا: یَا لَيْتَنِي كُنْتُ ثَرًا، اے کاش! میں مٹی ہوتا۔

میں بتا رہا تھا کہ یہ جانور مٹی سے بنے ہیں اور جہنم بھی یہیں ہے۔ اللہ رب

العزت نہیں چاہتے کہ بندہ جہنم کا ایندھن بنے، اللہ رب العزت چاہتے ہیں کہ بندہ جنت میں جائے۔

یہ جو میں بات کہتا ہوں کہ ”اللہ رب العزت چاہتے ہیں“ اس لفظ کو ذرا سمجھیں۔ قرآن مجید میں ہے: اِنَّمَا اَمْرُهُ اِذَا اَرَادَ شَيْئًا اَنْ يَقُوْلَ لَهُ كُنْ فَيَكُوْنُ،

سورۃ یسین: 82

اللہ کے چاہنے کا نام وجود ہے، جب اللہ چاہتے ہیں کہ بندہ جنت میں جائے تو بندہ جہنم میں جا ہی نہیں سکتا، اللہ کے چاہنے کا نام وجود ہے۔ اللہ چاہیں گے کہ بندہ جنت میں جائے تو بندہ جہنم میں جا ہی نہیں سکتا۔

اللہ کی چاہت کا معنی:

اللہ کی چاہت کا معنی سمجھیں۔ اللہ کی چاہت کا معنی یہ ہے کہ اللہ دو چیزوں کا اختیار عطا فرمائے اور اختیار میں سے بندہ اگر یہ کام کرے تو جنت میں جائے یہ کام کرے تو جہنم میں جائے۔ اللہ رب العزت بندے کے سامنے دو راستے رکھتے ہیں، گناہ کرو گے تو جہنم میں جاؤ گے، نیکی کرو گے تو جنت میں جاؤ گے، مجھے گناہ پسند نہیں ہے، مجھے نیکی پسند ہے لیکن میں نے اختیار دونوں کا دیا ہے۔ جیسے اعمال کرو گے میں اس کے مطابق تمہیں بدلہ عطا کروں گا۔ تو جو راستے اللہ نے دکھائے ہیں ایک ان میں سے شرعاً اللہ کا پسندیدہ ہے اور دوسرا شرعاً اللہ کا ناپسندیدہ ہے۔ اگر پسندیدہ راستے پر چلو گے تو پسندیدہ مقام جنت میں جاؤ گے، اور اگر ناپسندیدہ راستے پر چلو گے تو ناپسندیدہ مقام جہنم میں جاؤ گے۔ تو یہ معنی ہے اللہ کے چاہنے کا۔ اور یہ پسند ناپسند تکوینی باتیں نہیں ہیں بلکہ تشریحی باتیں ہیں۔ اللہ رب العزت ہم سب کو نیک اعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ولایت کا مدار؛ ایمان و تقویٰ

اللہ جنت میں اس کو بھیجے گا جو اللہ کا دوست ہو، اسے جنت میں نہیں بھیجتے جو اللہ کا دوست نہ ہو۔ اس کو آپ اس طرح سمجھیں کہ آپ نے ایک اچھا مکان بنایا، آپ اس کو بلائیں گے جو آپ کا دوست ہو، اسے نہیں بلائیں گے جو آپ کا دوست نہ ہو۔ اللہ ”ولی“ کو جنت میں جگہ دیتے ہیں اور جو ”ولی“ نہ ہو اسے جنت میں جگہ نہیں دیتے اور ولایت کے لیے دو چیزیں بنیادی ہیں جسے کو ہم کہتے ہیں: ”ولایت کا میٹرل“ ولی کیسے بنتا ہے؟: (1) ایمان ہو، (2) تقویٰ ہو۔ قرآن کے الفاظ پر غور کریں، اللہ خود فرماتے ہیں: اَلَا اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ

سورۃ یونس: 62

کہ ولی پر نہ خوف ہے آئندہ آنے والے حالات کا، اور نہ اس کو غم ہے گزشتہ کسی نقصان کا۔ لیکن ولی ہوتا کون ہے؟ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ جو ایمان لائیں اور ڈرتے بھی رہیں۔ تو ولایت کا مدار دو چیزوں پر ہے۔ 1: ایمان، 2: تقویٰ

یقین محکم، عمل پیہم:

قرآن کریم کے الفاظ پر غور کریں۔ اللہ نے لفظ ”اٰمَنُوْا“ فعل ماضی کا صیغہ استعمال فرمایا ہے اور ”كَانُوْا يَتَّقُوْنَ“ ماضی کا صیغہ استعمال نہیں فرمایا بلکہ ”يَتَّقُوْنَ“ فعل مضارع ہے اور مضارع پر ”كَانُوْا“ داخل ہے۔ علماء جانتے ہیں عربیت اور گرامر کا قاعدہ یہ ہے کہ مضارع پر جب ”كَانَ“ آتا ہے تو اس میں استمرار آجاتا ہے۔ یہ قاعدہ عموماً ہے۔ اب ”اٰمَنُوْا“ میں استمرار نہیں ہے، ”كَانُوْا يَتَّقُوْنَ“ میں استمرار ہے۔ یعنی ایمان آدمی بار بار نہیں لاتا، ایک بار لاتا ہے اور عمل بار بار کیا جاتا ہے، ایک بار کر کے چھوڑا نہیں جاتا۔ گویا اللہ فرماتے ہیں: ولی بننا چاہتے ہو تو تم ایک بار ایمان لے آؤ، پھر تم

نے نماز مسلسل پڑھنی ہے۔ ایمان لے آؤ پھر روزہ مسلسل رکھنا ہے، ایمان لے آؤ پھر تمہارے ذمہ اعمال مسلسل ہیں۔

ایک سوال اور حکیم الامت کا جواب:

حکیم الامت رحمہ اللہ نے ایک سوال کا بڑا پیارا جواب دیا ہے۔ اگر کوئی آدمی دنیا میں ستر سال رہتا ہے اور وہ کفر کرتا ہے تو وہ ابدی جہنم میں جائے گا اور ایک آدمی ستر سال اچھے اعمال کرتا ہے وہ جنت میں جائے گا۔ سوال یہ ہے کہ کفر ستر سال کا اور سزا اس کی ابدی جہنم اور اچھے اعمال ستر سال کے اور جزاء اس کی ابدی جنت، تو یہ عقل کے خلاف ہے۔ حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ بہت پیارا جواب ارشاد فرماتے ہیں، فرمایا کہ اس کافر کو ابدی جہنم اس کے ستر سال کفر کی وجہ سے نہیں ملی بلکہ یہ کافر جب تک دنیا میں رہتا وہ کفر کرتا اور یہ مسلمان جب تک دنیا میں رہتا یہ اچھے اعمال کرتا، اُس کی نیت ہمیشہ کفر کی تھی اور اس کی نیت ہمیشہ ایمان کی تھی۔ اس سے سے زیادہ ایمان اس کو نہیں مل سکتا اور اس سے زیادہ کفر اسے نہیں مل سکتا۔ تو جو جس کے بس میں تھا اس نے اسے اختیار کر لیا، نیت چونکہ دائمی تھی اس لیے دائمی جنت ملی اور دائمی جہنم ملی ہے۔

متقی کیسے بنیں؟

تو میں بتا یہ رہا تھا کہ ولایت کے لیے بنیادی دو چیزیں ہیں: [1] ایمان [2] تقویٰ۔ تقویٰ کا معنی کیا ہے؟ انسان گناہ سے بچے اور اگر گناہ ہو جائے تو فوراً توبہ کر لے۔ بار بار توبہ کرے بار بار توبہ کرے۔ آدمی دل چھوٹا نہ کرے۔ لیکن یہ نعمت ملتی کیسے ہے؟ حکیم الامت رحمہ اللہ فرماتے ہیں: دیکھو! جو چیز جہاں ہو وہاں سے ملتی ہے، سونا چاہتے ہو تو سونے کی دکان میں ملے گا، کپڑا بازار سے ملے گا۔ تو جہاں جو چیز ملتی ہے

وہاں جاؤ اور اگر تقویٰ چاہتے ہو تو تم اس جگہ جاو جہاں متقین ہوتے ہیں۔ اس لیے اللہ رب العزت فرماتے ہیں: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ

سورۃ التوبہ: 119

اے ایمان والو! تقویٰ اختیار کرو اور سچے لوگوں کے ساتھ رہو۔

ولایت کا مقام تو دو چیزوں پر ہے، ایک ایمان اور دوسرا تقویٰ پر۔ اب ایک شخص کہتا ہے میں نے ایمان تو قبول کر لیا ہے اب میں تقویٰ کے لیے کہا جاؤں؟ تو فرمایا: اولیاء کی مجلس میں بیٹھو، وہاں آپ کو تقویٰ ملے گا۔ مجلس میں بیان سنا شرط نہیں ہے بلکہ صرف جا کر بیٹھ جاؤ۔ ہمارے شیخ حکیم اختر صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں: دیکھو! جب آپ خانقاہ آؤ، آپ کچھ بھی نہ کرو اپنے معمولات چھوڑ دو اور اپنے شیخ کے تجاویز کردہ معمولات کو اختیار کرو، دیکھنا خدا تمہاری کیفیت بدلتا کیسے ہے؟

حق ادا نہ ہوا.....!!!

ہمارے ہاں المیہ یہ ہے کہ اولاً تو شیخ کی مجلس میں بیٹھتے نہیں اور اگر کبھی بیٹھ بھی جائیں تو بیٹھنے کا حق ادا نہیں کرتے۔ ایک عالم ہیں مولانا محمد نواز صاحب، ملتان میں ہوتے ہیں، جامعہ قادریہ کے مہتمم بھی ہیں۔ بڑے عالم ہیں اور بڑے شیخ بھی ہیں۔ ہم بیٹھے ہوئے تھے ملتان میں تو مجھے بہت عجیب بات فرمانے لگے کہ بعض لوگ بہت عجیب ہوتے ہیں۔ میں نے کہا: کیا مطلب؟ فرمانے لگے: میرے پاس چار آدمی آئے اور کہنے لگے کہ ہمیں آپ سے کام ہے ہمیں کچھ وقت دو۔ میں نے وقت دیا اور ان کے ساتھ بیٹھ گیا۔ اب ایک کافون آیا وہ فون سننے کے لیے باہر چلا گیا، دوسرے کافون آیا وہ باہر چلا گیا، تیسرے کافون آیا وہ فون سننے کے لیے باہر چلا گیا، اسی طرح چوتھا بھی چلا گیا۔ تو آئے وہ میرے لیے ہیں اور باہر فون سن رہے ہیں۔ انہوں نے فون کے لیے مجھے

قربان کر دیا لیکن فون کو میرے لیے قربان نہیں کیا، اب بتاؤ نفع کیسے ہو گا؟

یہی بات میں کہتا ہوں کہ اس طرح نفع نہیں ہوتا، ہم وہاں جا کر اپنی خواہشات ترک نہیں کرتے۔ میرے شیخ نے بہت عجیب واقعہ لکھا ہے کہ ایک مرید اپنے پیر کے پاس آیا اور اچانک وہاں نواب بھی آیا، مرید نے پیر صاحب کو چھوڑ کر نواب صاحب سے گپیں ہانکنا شروع کر دیں۔ اب اس کو کیا نفع ہو گا۔

حکیم الامت رحمہ اللہ کا ذوق:

حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کا ذوق سماعت فرمائیں، اور ان کے مزاج کو ملاحظہ فرمائیں، فرماتے ہیں: اگر میں اپنے شیخ کی مجلس میں بیٹھا ہوں۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر کی رحمۃ اللہ تھے اور اس مجلس میں جنید بغدادی آجائیں، حسن بصری رحمۃ اللہ آجائیں، پیر عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ آجائیں میں ان کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھوں گا کیوں کہ مجھے جو کچھ ملا ہے اپنے شیخ سے ملا ہے۔ یہ تھا حکیم الامت رحمۃ اللہ کا مزاج۔ اس طرح آدمی کو فیض بھی ملتا ہے۔

فیض اپنے شیخ ہی سے ملے گا:

ہمارے شیخ حکیم محمد اختر دامت برکاتہم عجیب مثال دیتے ہیں کہ نکاح سے قبل عورت کو اختیار ہوتا ہے کہ وہ اپنے شوہر کو دیکھے لیکن نکاح جب ہو گیا تو اب وہ کہے: میں بہت خوبصورت ہوں اور میرا شوہر بد صورت ہے اور میں کسی اور سے نکاح کرنا چاہتی ہوں تو کیا اس کو اختیار ہے؟! فرمایا: نہیں، اب جو اس کو اولاد ملنی ہے اسی شوہر سے ملنی ہے جو رنگ کا کالا ہے، اسے اگر فیض ملنا ہے اسی سے ملنا ہے جو رنگ کا بد صورت ہے۔ حکیم صاحب فرماتے ہیں کہ پہلے بیعت نہ کرو، پہلے اپنا شیخ تلاش کرو اور جب شیخ بنالو تو پھر یہ ذہن بنالو کہ مجھے فیض اسی شیخ سے ملے گا۔ اگر یہ ذہن بنالو گے تو

تمہیں فیض ملنا شروع ہو جائے گا، اور اس فیض کو ”تقویٰ“ کہتے ہیں اور یہ فیض کب ملتا ہے جب آدمی اپنے آپ کو شیخ کے وجود میں فنا کرتا ہے، اور یہ فیض رکنا کب ہے جب آدمی شیخ میں فنا ہونے کی بجائے اپنے آپ کو گناہوں میں لت پت کر لیتا ہے۔
معصیت؛ فیض شیخ میں رکاوٹ ہے:

میں جب حکیم صاحب کی خدمت میں 1999ء میں کراچی تھا، حضرت خانقاہ میں تھے۔ ہم بیٹھے تھے مسجد کے صحن میں، حضرت نے کہا: چلو اوپر چلتے ہیں جامعہ کی چھت پر، وہاں گئے تو فوراً ہمیں ہوا لگنے لگی۔ حضرت فرمانے لگے: دیکھو ہوائیں بھتی لگی ہیں لیکن دیوار کی آڑ میں ہوا ہمیں نہیں لگ رہی تھی اور یہاں لگ رہی ہے، اسی طرح شیخ کا فیض جاری ہوتا ہے لیکن کبیرہ گناہ شیخ کے فیض کو روک دیتا ہے اور گناہ نہ ہو تو شیخ کا فیض جاری رہتا ہے، مرید اپنے کرتوت جاری رکھتا ہے اور شیخ سے تذکرہ نہیں کرتا، بتاتا نہیں کہ میں یہ گناہ کر رہا ہوں اور پھر کہتا ہے کہ مزاج میں تبدیلی نہیں آئی، نفع نہیں ہوا، اب اس کی خواہش ہوتی ہے کہ میں خانقاہ بدل لوں، پیر بدل لوں، شیخ بدل لوں، ان کو نہ بدل اپنے مزاج کو بدل، اپنی خلوت کو بدل۔

مجلس شیخ؛ اکتساب فیض کا ذریعہ:

میں بتایا رہا تھا کہ ولایت نام ہے ایمان اور تقویٰ کا، اور تقویٰ یہ ہے کہ گناہ نہ کرو اور اگر گناہ ہو جائے تو توبہ کرو اور تقویٰ ملے گا کیسے؟ شیخ کی مجلس سے، شیخ کی صحبت سے، اس سے اللہ تعالیٰ تقویٰ عطا فرماتے ہیں اور یہ شیخ کی مجلس صرف مردوں کے لیے ہی نہیں بلکہ خواتین کے لیے بھی ہیں۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ خواتین مردوں کے ساتھ آکر بیٹھیں، اور یہ مطلب بھی نہیں کہ خواتین شیخ کو دیکھیں اور شیخ خواتین کو دیکھیں۔ دیکھو! رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ مرد اور صحابیات

عورتیں تھیں۔ اب وہ جو صحابیات تھیں وہ حالت ایمان میں آئی ہیں، پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں بیٹھی ہیں اسی وجہ سے صحابیات بنی ہیں۔ تو جس طرح صحابیات بننے کے لیے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کو دیکھنا یا ان کا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنا شرط نہیں بلکہ حالت ایمان میں پیغمبر کی مجلس میں آجانا صحابیہ بننے کے لیے کافی ہے، بالکل اسی طرح شیخ کی مجلس میں عورت کا آجانا اور بیانات کو سننا کافی ہے اکتساب فیض کے لیے۔ میں یہ اس لیے کہہ رہا ہوں کہ جب ہم یہ ماحول و مزاج نہیں بنائیں گے تو گھر کا ماحول نہیں بدلے گا، معاشرے کا ماحول نہیں بدلے گا۔

فیض شیخ کی برکت:

حضرت حکیم صاحب نے دو عورتوں کا واقعہ لکھا ہے، شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ کے دور میں بیعت ہو گئیں۔ مالدار عورتیں تھیں، ان کی زندگی بدل گئی۔ ان دنوں حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے جہاد کا فیصلہ کیا۔ جب وہاں سے نکلنے لگے تو ان عورتوں نے بھی پیغام بھیجا کہ ہمیں بھی ساتھ چلیں، آپ نے پوچھا: تمہیں ساتھ لے کر کیا کروں گا؟ انہوں نے کہا: ہم مجاہدین کے لیے چنے پیسا کریں گی، مجاہدین کے لیے چکی میں آٹا پیسا کریں گیں۔ چنانچہ وہ ساتھ چلی گئیں، پہاڑی علاقوں میں سفر کیا، مالدار خاندان کی عورتیں تھیں، پہلے نوکرانیاں کام کرتی تھیں، اب اپنے ہاتھوں سے مجاہدین کے دانے پیستی تھیں جن کی وجہ سے ہاتھوں میں چھالے پڑ گئے۔ ان سے پوچھا گیا: تمہیں کون سی زندگی پسند ہے؟ کہنے لگیں: حضرت شاہ اسماعیل کی برکت سے اللہ نے جو ایمان کی دولت نصیب کی ہے ہمارے قلب سے اگر ان پہاڑوں کو دھو دو شاید یہ بھی برداشت نہیں کر سکیں، اس لیے ہم اُس زندگی پر اس زندگی کو ترجیح دیتی ہیں۔

قرب قیامت کا زمانہ ہے فتنوں کا دور ہے بے حیائی، فحاشی سے اپنے آپ کو

بچانا یہ واقعہ بڑا مشکل کام ہے۔ لیکن اگر آدمی اپنے آپ کو بچانا چاہے تو کوئی مشکل کام نہیں۔ اگر چھوٹا بچہ اکیلے سڑک پر جائے گا تو گاڑی کے ایکسیڈنٹ کا خطرہ ہے لیکن اگر اپنا ہاتھ اپنے ابو کے ہاتھ میں دے تو ایکسیڈنٹ کا خطرہ نہیں ہوتا۔ جب آدمی کسی کے ہاتھ میں ہاتھ دے دے اور پھر دیکھے اللہ اس کو ایکسیڈنٹ سے کیسے بچاتا ہے؟ ہماری آپ سے گزارش ہے کہ جس شیخ سے بھی تعلق ہو اس کے اذکار کی پابندی کرو، ان سے تعلق رکھو اور اپنے احوال ان کے سامنے رکھو۔ اللہ مجھے بھی اور آپ کو بھی ولایت کاملہ عطا فرمائے، ولایت کا اعلیٰ درجہ ایمان اور تقویٰ ہے اور ولایت کا ادنیٰ درجہ ایمان اور اعمال میں کمی ہے۔ اللہ ہمیں ایمان اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت عطا فرمائے اور محبت کے ساتھ ساتھ اعمال کی بھی پابندی کرتا رہے۔ اللہ مجھے بھی توفیق عطا فرمائے اور آپ کو بھی توفیق عطا فرمائے۔ [آمین] وَأَجْزُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

مجالس متکلم اسلام

قرآن و سنت میں تزکیہ قلوب کی کافی اہمیت بیان کی گئی ہے اور اسی کا نام تصوف ہے۔ اپنے دل کو کفر و شرک، بدعات و رسومات، خرافات، تکبر، غصہ، حسد، کینہ، بغض، عداوت اور حب دنیا سے خالی کر کے ایمان و اسلام، سنت، عاجزی، عفو و درگزر، محبت و مودت، انس و الفت، اطاعت و فرمانبرداری سے مزین کرنے کے لیے پیر طریقت، رہبر شریعت، متکلم اسلام، سفیر احناف حضرت مولانا محمد الیاس گکھن کے اصلاحی اور خانقاہی بیانات پر مشتمل مجالس متکلم اسلام کا مطالعہ کریں۔ بالخصوص حضرت الشیخ کے معتقدین، متعلقین، منتسبین مریدین اس کا ضرور مطالعہ فرمائیں۔

03216353540

رابطہ:

محدثین؛ فقہ کے سائے میں

علامہ خالد محمود مدظلہ

(1) امام و کعب بن الجراح رحمہ اللہ م 197ھ:

علامہ ذہبی رحمہ اللہ آپ کے تذکرہ میں لکھتے ہیں: ممتاز حافظ حدیث اور چوٹی کے اماموں میں سے ایک امام، پختہ کار عالم دین عراق کے محدث امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ م 232ھ فرماتے ہیں کہ و کعب اپنے زمانے میں ایسے تھے جیسے اوزاعی رحمہ اللہ م 157ھ اپنے زمانہ میں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے و کعب سے افضل کوئی آدمی نہیں دیکھا۔ رات کو قیام کرتے اور دن کو روزہ رکھتے تھے۔ عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ کہتے ہیں: آج دونوں شہروں کے بڑے حاکم و کعب بن الجراح رحمہ اللہ ہیں۔

(تذکرۃ الحفاظ ج 1 ص 239)

حضرت امام و کعب بن جراح رحمہ اللہ ائمہ حنفیہ میں سے تھے۔

(مفتاح السعادة ج 2 ص 117 مولیٰ طاش دادہ کبریٰ)

اور آپ حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے قول پر فتویٰ دیتے تھے۔ چنانچہ

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اور علامہ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ویفتی بقول ابی حنیفہ

(تہذیب التہذیب ج 11 ص 127، تذکرۃ الحفاظ ج 1 ص 282، جامع بیان العلم ج 2 ص 49)

(2) امام یحییٰ بن سعید القطان رحمہ اللہ م 198ھ:

علامہ ذہبی رحمہ اللہ آپ کے تذکرہ میں لکھتے ہیں یحییٰ بن معین رحمہ اللہ

فرماتے ہیں: مجھے عبد الرحمن بن مہدی رحمہ اللہ م 160ھ نے کہا تم اپنی آنکھوں سے یحییٰ بن سعید جیسا کوئی آدمی نہ دیکھو گے۔ علی بن المدینی رحمہ اللہ م 233ھ کہتے ہیں میں نے ان سے بڑا اسماء الرجال کا ماہر نہیں دیکھا۔ ابن سعد رحمہ اللہ کہتے ہیں آپ ثقہ جتہ، مامون اور اونچے درجے کے حامل ہیں، امام نسائی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پر امام مالک رحمہ اللہ، شعبہ رحمہ اللہ اور یحییٰ بن سعید القطان رحمہ اللہ اللہ تعالیٰ کے امین ہیں، امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ علم میں پختگی امام یحییٰ بن سعید رحمہ اللہ پر ختم ہے۔

(تذکرۃ الحفاظ ج 1 ص 234 اردو)

حضرت امام یحییٰ بن سعید القطان رحمہ اللہ بھی فقہ میں مفتی تھے اور حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے قول پر فتویٰ دیتے تھے۔ یحییٰ بن معین رحمہ اللہ م 233ھ نے بھی ایسا ہی لکھا ہے۔

(دیکھئے تاریخ بغداد ج 13 ص 471)

علامہ ذہبی رحمہ اللہ م 748ھ، حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ م 774ھ، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ م 852ھ کہتے ہیں: کان یحییٰ القطان یفتی بقول ابی حنیفہ۔ یحییٰ بن سعید القطان رحمہ اللہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے قول پر فتویٰ دیتے تھے۔

(تذکرۃ الحفاظ ج 1 ص 282، البدایہ ج 10 ص 108، تہذیب ج 11 ص 127)

(3) امام شعبہ بن الحجاج رحمہ اللہ م 160ھ

امام سفیان ثوری رحمہ اللہ م 161ھ کے بقول آپ امیر المومنین فی الحدیث ہیں آپ حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی علمی عظمت اور جلالت شان کے قائل تھے آپ کو جب حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی وفات کی خبر پہنچی تو فرمایا کہ آج کوفہ پر

علم کا چراغ گل ہو گیا۔

حافظ موصلی تہذیب الکلام میں لکھتے ہیں: کان شعبۂ حسن الرائی فی ابی حنیفۃ،
(نقلًا عن عقود الجواهر الحنفیۃ للزبیدی ص 8)

ترجمہ: امام شعبہ رحمہ اللہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے بارے میں اچھی رائے رکھتے تھے۔
محدث ابن حجر مکی رحمہ اللہ 974ھ لکھتے ہیں: امام شعبہ رحمہ اللہ کہتے تھے
جو لوگ حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ پر طعن کرتے ہیں وہ خدا کے یہاں اس کا نتیجہ
دیکھ لیں گے۔

(4) حضرت امام لیث بن سعد مصری رحمہ اللہ 175ھ

آپ امام بخاری رحمہ اللہ 256ھ کے استاد حضرت یحییٰ بن کبیر رحمہ اللہ
م 231ھ کے استاد ہیں صحیح بخاری کے روایات میں سے ہیں آپ کی جلالت علم اور
ثقافت پر علماء کا اجماع ہے آپ بھی حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے مذہب پر فتوے
دیتے تھے اور آپ کے شاگرد تھے حضرت علامہ بدر الدین عینی رحمہ اللہ 855ھ شیخ
الاسلام زکریا انصاری رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں: وکان إماما کبیرا عجبا علی
جلالته وثقته وکرمه وکان علی مذهب الإمام أبی حنیفۃ قالہ القاضی ابن خلکان
(عمدة القاری)

ترجمہ: حضرت لیث رحمہ اللہ بڑے امام تھے آپ کی جلالت، ثقافت اور بزرگی مجمع علیہ
ہے آپ ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے مذہب پر تھے قاضی ابن خلکان نے ایسا ہی کہا ہے۔
نواب صدیق حسن خاں مرحوم لکھتے ہیں: وے حنفی مذہب بود و قضائے مصر
داشت

(اتحاف النبلاء المتقین ص 237)

ترجمہ: آپ حنفی مذہب کے تھے مصر کی قضا آپ ہی کے سپرد تھی۔

امام نووی 676ھ لکھتے ہیں: آپ مصر کے سب سے بڑے مفتی تھے۔

(تہذیب الاسماء ج 1 ص 74)

آپ حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے بھی شاگرد تھے عبد اللہ بن وہب رحمہ اللہ کہتے ہیں: أخبرنی الليث عن يعقوب عن النعمان عن موسى بن أبي عائشة عن عبد الله بن شداد عن جابر بن عبد الله أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: من كان له إمام فقرأه الإمام له قراءة

(طحاوی ج 1 ص 128)

ترجمہ: مجھے لیث بن سعد رحمہ اللہ نے امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے انہوں نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے انہوں نے موسیٰ بن ابی عائشہ رحمہ اللہ سے انہوں نے عبد اللہ بن شداد سے انہوں نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت کی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کا امام ہو تو امام کا پڑھنا اس کا ہی پڑھنا ہے۔

(5) امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ 233ھ

آپ جرح و تعدیل کے مشہور امام ہیں عبد اللہ بن مبارک، وکیع اور عبد الرزاق بن ہمام رحمہم اللہ کے شاگرد امام احمد رحمہ اللہ کے ہمعصر اور امام بخاری امام مسلم اور امام ابو داؤد رحمہم اللہ کے استاد ہیں۔ آپ حنفی المذہب تھے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو ثقہ کہتے اور آپ کے قول پر فتویٰ دیتے تھے۔

(تاریخ بغداد ج 13 ص 347)

(ملخص از: آثار التشریع ج 1 ص 131 تا 134)

فتاویٰ تاتار خانہ

مفتی محمد یوسف حفظہ اللہ

صاحب کتاب ایک نظر میں:

یہ بات خلاف حقیقت نہیں کہ فتاویٰ تاتار خانہ جیسی ضخیم فقہی کتاب کو دیکھتے ہوئے یہ کہا جائے کہ اس کے مصنف مختلف علوم و فنون میں ماہر اور نہایت پختہ عالم دین تھے اور ان کا دائرہ علم و فضل بہت وسیع تھا۔ مگر افسوس و تعجب اس پر ہے کہ اتنے عظیم انسان کے تذکرے سے اکثر تاریخی و تاریخی کتابوں کا دامن خالی ہے۔ البتہ چند ایک کتب میں فاضل مولف کا مختصر سا تعارف پیش کیا گیا ہے۔ جس کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

آپ کا اسم گرامی فرید الدین عالم بن علاء تھا مسکاً حنفی تھے، ”اندر پت“ سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ اپنے وقت کے شیخ، امام اور بہت بڑے عالم دین تھے۔ فقہ، اصول فقہ اور عربی ادب میں آپ کو مہارت اور ملکہ تامہ حاصل تھا۔ 777ھ میں فتاویٰ تاتار خانہ کی تصنیف سے فارغ ہوئے۔ آپ کی وفات 786ھ میں ہوئی۔

[نزہۃ الخواطر ج 2 ص 69، کشف الظنون ج 1 ص 253]

سن وفات اور غلط فہمی کا ازالہ:

صحیح قول کے مطابق فاضل مصنف علامہ عالم بن علاء رحمہ اللہ کی رحلت 786ھ میں ہوئی۔ مگر کشف الظنون کے مصنف علامہ مصطفیٰ المعروف حاجی خلیفہ [1067ھ] سے مصنف مرحوم کے سن وفات کے بارے غلطی واقع ہو گئی ہے۔

انہوں نے 786ھ کے بجائے سال وفات 286ھ تحریر کیا ہے۔

علامہ حاجی خلیفہ رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

یعنی ”زاد المسافر“ فقہ کے موضوع پر مشتمل ہے اور فتاویٰ تاتارخانیہ کے نام سے بہت مشہور ہے۔ اس کے مصنف عالم بن علاء حنفی ہیں جن کی وفات سن 286ھ میں ہوئی۔

کشف الظنون ج 2 ص 4

درج بالا عبارت میں فاضل مؤلف کا سن وفات 286ھ قرار دیا گیا ہے جو کہ درست نہیں۔ کیونکہ فتاویٰ تاتارخانیہ فیروز شاہ تغلق کے دور حکومت میں لکھی گئی ہے اور فیروز شاہ تغلق مورخین کی تصریح کے مطابق آٹھویں صدی کا بادشاہ ہے۔

تاریخ فرشتہ ج 1 ص 328، تاریخ ہندوستان ج 2 ص 471

سن 786ھ کو 286ھ تحریر کرنا حاجی خلیفہ صاحب رحمہ اللہ کی تحریری لغزش ہے جو بھولے سے ان سے سرزد ہوئی۔ ایسا کیوں ہوا؟ اس کی وجہ علامہ لکھنوی رحمہ اللہ نے یہ بیان فرمائی ہے ”وانت تعلم ان ما ذکرنا من سنة وفاته لعله التیس علیہ عدد السبع بالاثنین لانہما متقاربان فی الشكل فالمظنون انه توفي سنة ست وثمانین وسبع ومائة“

نزهة الخواطر ج 2 ص 70

یعنی مصنف کے سال وفات کے بارے میں [حاجی خلیفہ صاحب رحمہ اللہ] سبع [سات] اور اثنین [دو] کے عدد میں شبہ میں واقع ہو گئے۔ کیونکہ یہ دونوں عدد شکل و صورت میں باہم ملتے جلتے ہیں۔ ورنہ ظن غالب یہ ہے کہ ان کی وفات 786ھ میں ہوئی۔

امیر تاتار خان کا مختصر تعارف:

امیر تاتار خان مرحوم [جن کی فرمائش پر فتاویٰ تاتار خانہ تحریر کیا گیا] بہت عمدہ اوصاف اور اچھے اخلاق کا مالک تھا۔ علم و فضل سے مالا مال، شجاعت و بہادری میں بے مثال اور سخاوت و فیاضی میں لا جواب تھا۔ سفر و حضر ہر حالت میں شرعی احکامات پر عمل کرنے کا سخت اہتمام کرتا۔ اللہ تعالیٰ کے معاملے میں مخلوق سے خوف زدہ ہوتا نہ ہی کسی کو خاطر میں لاتا۔ بڑی سے بڑی شخصیت کو خلاف شرع کام پر بلا جھجک ٹوک دیتا تھا۔ امیر تاتار خان ابھی ایک دن کا بچہ تھا کہ سلطان غیاث الدین تغلق نے اس کو ایک جنگ میں گرا ہوا پایا اور اٹھالیا۔

بادشاہ تغلق نے اس خوش نصیب بچے کی بڑی شفقت و محبت سے پرورش کی، اور اس میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔ تعلیم و تربیت کے ساتھ ساتھ پدری شفقتوں سے بھی محرومی کا احساس نہ ہونے دیا۔ چنانچہ اسی شاہی خاندان میں پرورش کا نتیجہ تھا کہ امیر تاتار خان بچپن ہی سے نڈر و بے باک نکلے، اپنے عہد شباب میں فن سپہ گری سے آراستہ ہو کر قائدانہ روپ میں میدان عمل میں اترے اور مختلف جنگوں میں اپنی خدا داد صلاحیتوں کا لوہا منوایا۔ امیر تاتار خان علم دوست انسان تھا۔ اس لیے علماء و فضلاء حضرات کی تہہ دل سے قدر دانی کرتا۔ تفسیر تاتار خان جو نہایت جامع اور بہت سی کتابوں سے بے نیاز کر دینے والی ہے، آپ کی کاوش کا نتیجہ ہے۔ [جاری ہے۔]

متوجہ ہوں

آپ بھی ماہنامہ فقہیہ میں دور حاضر کے جدید مسائل اور ان کا فقہی حل۔ فقہائے کرام بالخصوص فقہائے احناف کے حیرت انگیز تذکرے، فقہی پہیلیاں وغیرہ لکھ سکتے ہیں۔

پتہ: دفتر ماہنامہ فقہیہ مرکز اہل السنۃ والجماعۃ 87 جنوبی سرگودھا

نماز اہل سنت والجماعت

متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

تین رکعت و تراویک سلام سے :

1: عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا حَدَّثَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يُسَلِّمُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْوُتْرِ -

(سنن النسائی ج 1 ص 248 موطا امام محمد ص 150-151، مصنف ابن ابی شیبہ ج 4 ص 493 شرح معانی الآثار ج 1 ص 197)

ترجمہ: حضرت سعد بن ہشام سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ترکی دور کعتیں پڑھنے کے بعد سلام نہیں پھیرتے تھے (بلکہ تین رکعت پڑھ کر ہی سلام پھیرتے تھے)

2: عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُسَلِّمُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ مِنَ الْوُتْرِ -

(المستدرک للحاکم ج 1 ص 607 کتاب الوتر، رقم الحدیث 1180)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ترکی پہلی دور کعتوں کے بعد سلام نہیں پھیرتے تھے۔

3: عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ أَرْسَلْتُ أُحْمِي لَيْلَةً لِعَتِيبَتِ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَنْظُرَ كَيْفَ يُؤْتِرُ فَبَاتَتْ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يُصَلِّيَ حَتَّى إِذَا كَانَ آخِرُ اللَّيْلِ وَارَادَ الْوُتْرَ قَرَأَ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى وَقَرَأَ فِي الثَّانِيَةِ قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ ثُمَّ قَعَدَ ثُمَّ قَامَ وَلَمْ يَفْصِلْ بَيْنَهُمَا

بِالسَّلَامِ ثُمَّ قَرَأَ بِقُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدُ اللَّهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ حَتَّى إِذَا فَرَغَ كَبَّرَ ثُمَّ قَنَتَ فَدَعَا بِمَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَدْعُوهُ لَا تُنْمَكُ كَبَّرَ وَرَكَعَ۔

(الاستيعاب لابن عبد البر ص 934 رقم 742)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی والدہ کو بھیجا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں رات رہیں اور دیکھیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وتر کس طرح پڑھتے ہیں؟ چنانچہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں رات رہیں پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رات میں جتنا اللہ تعالیٰ کو منظور تھا، نماز پڑھی۔ جب رات کا آخری حصہ ہوا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وتر پڑھنے کا ارادہ فرمایا تو پہلی رکعت میں س سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى اور دوسری رکعت میں قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ پڑھی پھر قعدہ کیا۔ پھر سلام پھیرے بغیر کھڑے ہو گئے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری رکعت میں قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ پڑھی یہاں تک کہ جب اس سے فارغ ہوئے تو تکبیر کہی پھر دعائے قنوت پڑھی اور جو اللہ تعالیٰ کو منظور تھا دعائیں کیں۔ پھر تکبیر کہی اور رکوع کیا۔

وتر کی دوسری رکعت میں تشہد:

وترات کی نماز ہے، عام نمازوں کی طرح اس میں بھی دو رکعت پر تشہد کیا جاتا ہے۔ دو رکعت کے بعد تشہد کرنا درج ذیل احادیث سے ثابت ہے۔

1: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: كَانَ يَقُولُ فِي كُلِّ رَكْعَتَيْنِ التَّحِيَّاتِ۔

(صحیح مسلم ج 1 ص 194 ب، مصنف عبد الرزاق ج 2 ص 134، مصنف ابن ابی شیبہ ج

3 ص 47)

ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے ہر دو رکعت میں التحیات (تشہد) ہے۔

2: عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا لَا نَذَرِي مَا نَقُولُ فِي كُلِّ رَكْعَتَيْنِ غَيْرَ أَنْ نُسَبِّحَ وَنُكَبِّرَ وَنُحَمِّدَ رَبَّنَا وَإِنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِمَ فَوَاتِحَ الْخَيْرِ وَخَوَاتِمَهُ فَقَالَ إِذَا قَعَدْتُمْ فِي كُلِّ رَكْعَتَيْنِ فَقُولُوا التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ...

(سنن النسائي ج 1 ص 174 كيف التشهد الاول)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں معلوم نہ تھا کہ جب دو رکعتیں پڑھ کر بیٹھیں تو کیا کریں؟ بجز اس کے کہ تسبیح کہیں، تکبیر کہیں، اپنے پروردگار کی تعریف کریں اور یہ کہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سراپا بھلائی کی باتیں سکھائی گئی ہیں۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب تم دو رکعت پڑھ کر بیٹھو تو یوں کہو التحیات للہ (آخر تشہد تک)

3: عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةُ مَثَلِي مَثَلِي تَشَهُدُ فِي رَكْعَتَيْنِ.

(جامع الترمذی ج 1 ص 87، المعجم الکبیر للطبرانی ج 8 ص 26 رقم الحدیث

(15154)

ترجمہ: حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”نماز دو دور رکعت ہے، ہر دو رکعت میں تشہد پڑھنا ہے۔“
فائدہ: سابقہ صفحات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین گزر چکے ہیں جن میں وتر کو نماز مغرب سے تشبیہ دی گئی ہے۔ نماز مغرب میں دو رکعت کے بعد تشہد ہوتا ہے لہذا صلوٰۃ وتر میں بھی دو رکعت کے بعد تشہد میں بیٹھا جائے گا۔

نماز اہل السنۃ والجماعت

اب انگریزی اور فارسی زبان میں بھی دستیاب ہے

الحمد للہ! متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھسن کی شہرہ آفاق کتاب نماز اہل السنۃ والجماعت اردو میں بے حد پذیرائی کے بعد اب انگلش اور فارسی میں بھی شائع ہو چکی ہے۔ شائقین حضرات آرڈر طلب فرمائیں۔ 03216353540



مرکز اہل السنّت والجماعت

زیر سرپرستی

محمد الیاس گھمن

ایک ادارہ، ایک تحریک

شعبہ جات

شعبہ حفظ القرآن الکریم

ایک سالہ تخصص فی التحقیق والدعوة (برائے فضلاء کرام) ماہ شوال تا ماہ شعبان

پندرہ روزہ دورہ تحقیق المسائل (برائے طلبہ عظام) ماہ شعبان

تین روزہ تحقیق المسائل کورس (برائے عوام الناس)

ہر انگریزی ماہ کی پہلی جمعرات شام تا اتوار صبح ۱۰ بجے

ماہانہ مجلس واصلاحی بیان (برائے مریدین و سالکین)

ہر انگریزی ماہ کی پہلی جمعرات مغرب تا عشاء

قافلہ حق (سہ ماہی) - فقیہ (ماہنامہ) - بنات اہل السنّت (ماہنامہ برائے خواتین)

مکتبہ اہل السنّت والجماعت

(فکری و نظریاتی کتب، پوسٹرز، آڈیو کیسٹس اور سی ڈیز کی ترسیل کیلئے)

مرکز اصلاح النساء (خواتین اور بچیوں کی دینی تعلیم اور اخلاقی تربیت کا ادارہ)

احناف میڈیا سروس www.ahnafmedia.com

(پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا میں اسلامک کلچر کے فروغ کیلئے)

احناف ٹرسٹ (مندرجہ بالا تمام شعبہ جات میں مالی معاونت کیلئے)

ان تمام شعبہ جات میں مرکز کے ساتھ ذکوۃ، فشر، صدقات کی مد میں تعاون فرمائیں

محمد الیاس بنام

اکاؤنٹ نمبر
1401-03600000900

میزان بینک سرگودھا

خط و کتابت مرکز اہل السنّت والجماعت، 87، جنوبی لاہور روڈ سرگودھا

E-mail: markazhanfi@gmail.com 0346-7357394 - 048-3881487